ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

شمارہ:29 اپریل ۲۰۱۱ء بمطابق جمادی الأولیٰ ۱۴۳۲ھ



حدیث نبوی اور سائنس کے اعترافات

زلزلوں کی کثرت کا سبب

اگر قدریں مٹتی رہیں

IPC

لجنة التعريف بالإسلام

ISLAM PRESENTATION COMMITTEE

جمعية النجاة الخيرية

urdu.indd 1 4/19/11 12:49 PM



﴿ أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَى أَن يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتاً وَهُمْ نَآئِمُونَ☆ أَوَ أَمِنَ أَهْلُ الْقُرَى أَن يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ☆أَفَأَمِنُواْ مَكْرَ اللّهِ فَلاَ يَأْمَنُ مَكْرَ اللّهِ إِلاَّ الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ﴾ [الاعراف97-99]

''کیا پھر بھی ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بےفکر ہوگئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت آپڑے اور وہ سو رہے ہوں، اور کیا ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بےفکر ہوگئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آپڑے اور وہ کھیل کود میں مصروف ہوں، کیا وہ اللہ تعالی کی اس پکڑ سے بےفکر ہوگئے ہیں تو اللہ تعالی کی پکڑ سے نقصان اٹھانے والوں کے علاوہ اور کوئی بےفکر نہیں ہوتا''۔






مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

مصباح
ماہنامہ

شمارہ:29 اپریل ۲۰۱۱ء بمطابق جمادی الأول ۱۴۳۲ھ

سرپرست اعلی
محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی
خالد عبداللہ السبیع

ایڈیٹر
صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر
اعجاز الدین عمری

مجلس ادارت
سید عبدالسلام عمری　شیخ عبدالسلام عمری
محمد شاہ نواز محمدی　شیخ حبیب الرحمن جامعی

رابطہ کا پتہ
IPC پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت
فاکس : 22400057
فون نمبر : 22444117 EXT. 104,160
ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in
مصباح سائٹ: www.misbahmagazine.com

ناشر
لجنۃ التعریف بالاسلام (IPC) کویت

گرافک ڈیزائن
نادر بلال

مؤسسة زخرف للدعاية والإعلان
Zukhruf Advertising Agency
www.zukhruf.net
Tel. 99993072

اس شمارے میں

کالمز	مضامین	مضامین	صفحہ
تجلیات	چشمِ باطن جس سے کھل جائے وہ جلوہ چاہیے	صفات عالم محمد زبیر تیمی	2
صدائے عرش	قانونِ عروج وزوال	مولانا ثناء اللہ عمری (ام اے)	3
آئینۂ رسالت	جذبات کا احترام کیجئے	مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ	3
ہدایت کی کرنیں	'سوشیلا' سے 'سمیرہ' بننے تک	صفات عالم محمد زبیر تیمی	4
فکر آخرت	علامات قیامت	آفتاب عالم ندوی	5
اسلامیات	انتہاء پسندی اسلام کی نظر میں	محمد انور محمد قاسم سلفی	6
آفاقی پیام	حدیث نبوی اور سائنس کے اعترافات	مولانا رحمت اللہ ندوی	8
حدود اسلامی	شریعت اسلامیہ میں جرم وسزا اور نفاذ حدود	پروفیسر ڈاکٹر فرید الدینؒ	10
تہذیب وکلچر	اگر قدریں مٹتی رہیں	احتشام الحق سلفی	12
تربیت وتزکیہ	نبی اکرم ﷺ کا طریقۂ تربیت	سید عبدالسلام عمری	15
نقش راہ	آپ بھی اس میزائیل کی زد میں ہیں	محمد آصف ریاض	16
نکہتِ گل	خرد کا نام جنوں رکھ دیا.....!؟	اعجاز الدین عمری	17
فقہ وفتاوی	زلزلوں کی کثرت کا سبب	علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ	18
خبر ونظر	عالمی خبریں	محمد خالد اعظمی	19
دینی سرگرمیاں			20
بزم ادب	کھیل ، راہِ وفا	ابوالبیان حماد ، عامر عثمانی	21

قرآن پاتے ہی ایسا لگا جیسے اسے اپنی کوئی گم شدہ چیز مل گئی ہو۔ خوشی سے اس کا چہرہ دمکنے لگا، عالم بے خودی میں قرآن کو لے کر چومنے لگی، ایسا کرتے ہوئے سمیرہ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور زبان پر 'تھینک یو، تھینک یو' کے الفاظ جاری ہوگئے، ''آپ کی میں بہت بہت شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے قرآن دیا'' سمیرہ نے کہا۔

[قبولِ اسلام کے فوراً بعد نومسلمہ 'سمیرہ' کے الفاظ]

ستقرأ في هذا العدد

☆كلمة العدد (ماذا بعد حرق القرآن الكريم ؟) ☆قبس من القرآن الكريم ☆ قبس من الأحاديث النبوية ☆ أنوار الهداية (من 'سوشيلا' الى أن أصبحت 'سميرة') ☆علامات الساعة الصغرى ☆ التطرف والغلو في الاسلام ☆ نماذج من الاعجاز العلمي في الأحاديث النبوية ☆ جرائم الحدود وعقوباتها في الاسلام ☆ مظاهر الحضارة الغربية والاغارة على العفة ☆ من أساليب تربية النبي ﷺ لأصحابه ☆ الشهاب الثاقب آية من آيات الله ☆ الأسباب الشرعية لوقوع الزلازل ☆ أوراق ذهبية ☆ أخبار العالم الاسلامي ☆ أنشطة الجاليات المسلمة ☆ ساحة الشعر والأدب

چشمِ باطن جس سے کھل جائے وہ جلوہ چاہیے

امریکی ریاست فلوریڈا کے ایک چرچ کا ملعون پادری جوایک عرصہ سے قرآن سوزی کا منصوبہ بنا رہا تھا بالآخر گذشتہ دنوں مجمع عام میں قرآن سوزی کی حرکت کر ہی گذرا، اس پر طرہ یہ کہ اسی مجلس میں بڑی بے باکی کے ساتھ آئندہ رحمت عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کا مجرمانہ اعلان بھی کر دیا۔ پھر اس کے بعد عیسائی مشنری چینل 'الحقیقۃ' پر قرآن کریم کے تئیں عالمی محاکمہ کا سلسلہ شروع ہوا جس میں ملعون پادری اور اس کے ہمنواؤں نے قرآن، اسلام اور صاحب قرآن کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا اور ہماری پوری قوم خاموش تماشائی بنی بیٹھی رہی۔

ادھر مغرب نے اس شیطانی حرکت کو آزادئ رائے کا نام دے کر ملعون پادری سے کوئی تعرض نہیں کیا اور کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کی کھلی آزادی دے دی، حد تو یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس کے خلاف زبانیں کھولیں اور مظاہرے کیے انہیں بنیاد پرست کے نام سے مطعون کیا گیا۔

اسلام اور اہل اسلام کے تئیں مغرب کے دلوں میں بغض وحسد کی جو چنگاریاں بھڑک رہی ہیں اس کی وجہ ظاہر وباہر ہے، آج مغربی ممالک میں اسلام بہت تیزی سے پھیل رہا ہے، گذشتہ بارہ سال کے اندر صرف ریاستہائے امریکہ میں بارہ ہزار مساجد کی تعمیر عمل میں آچکی ہے، ایک اعداد وشمار کے مطابق 11 ستمبر کے بعد سے سالانہ بیس ہزار سے زائد امریکی حلقہ بگوش اسلام ہوے ہیں۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ یہ نو واردان اسلام اسلامی تعلیمات کا بیحد التزام کرتے ہیں اور داعی کی حیثیت سے معاشرے میں ابھر کر آتے ہیں۔ یہی وہ تبدیلی ہے جو ملعون پادری اور عالمی صہیونیت کی نیند حرام کیے ہوئی ہے کہ وہ اپنی پیشانی کی آنکھوں سے اپنے گھر میں اسلام کی بالادستی دیکھ رہے ہیں۔

اسلام اور اہل اسلام کے تئیں اگر مغرب کی یہی ایک کارستانی ہوتی تو مسلمانوں کو صبر کی تلقین کر کے معاملے کو نظر انداز کرنے کا مشورہ دیا جاتا جبکہ یہاں صورتحال تو یہ ہے کہ اسلام اور اہل اسلام کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنا ان کے بنیادی اہداف میں شامل ہے۔ اس لیے آج ضرورت ہے کہ صہیونیت کے مکروہ چہرے سے پردہ اٹھایا جائے جو ہر زمانے میں نیا چولا بدلتی رہی ہے۔ ایک وقت وہ تھا جب اس نے مستشرقین کی کھیپ تیار کر کے اسلام اور اس کی تعلیمات پر رکیک حملے کیے، پھر استعماری منصوبہ کے تحت اسلامی ملکوں میں قدم رکھا، جب عالم اسلام میں بیداری کی تحریک شروع ہوئی تو ''پھوٹ ڈالو حکومت کرو'' کی پالیسی اپنائی، اور جب مشرق وسطی میں پٹرول کے ذخائر سامنے آئے تو ان پر للچائی نگاہ ڈالتے ہوئے اپنا تسلط جمانے کے لیے سارے حربے استعمال کئے اور تاہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ لیبیا کی تازہ مثال ہمارے سامنے ہے۔

ایک طرف مشرق وسطی کو سیاسی، جغرافیائی اور مذہبی سطح پر بیرونی مداخلت کا سامنا ہے تو دوسری طرف اس کی داخلی سلامتی خطرے میں ہے۔ ابھی گذشتہ دو ماہ قبل عالم عرب میں احتجاج کی جو لہر چلی تھی جس کے ذریعہ متعدد آمر اور ڈکٹیٹر حکمرانوں کو قصر اقتدار چھوڑ کر بھاگنا پڑا تھا اب اس کے پس پردہ کتنے ناگ ہیں جو پہلے بل میں گھسے تھے، موقع سے فائدہ اٹھا کر پھن پھیلائے ڈسنے کو تیار ہیں۔

حالات بہت سنگین ہیں اور دشمن بڑے شاطر اور چالباز ہیں، ایسی نازک صورتحال میں جہاں خلیجی ممالک کے حکمرانوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے حقیقی دوست اور دشمن کی شناخت کریں، آئندہ کے لیے منظم منصوبہ بندی کے ساتھ ہر میدان میں افرادسازی کا کام شروع کریں، سائنس وٹیکنالوجی اور عصری علوم کے معیاری مراکز قائم کریں اور نئی نسل کو حریف کے شانہ بشانہ چلنے کا گر سکھائیں تاکہ ہمیں دشمن سے استغنا حاصل ہو سکے۔ اسی طرح دینی مراکز، دعوتی اداروں اور مسلم تنظیموں کی ذمہ داری ہے کہ آپس میں متحد ہو کر قرآن وسنت کی صحیح تعلیمات کی روشنی میں دعوت اور اصلاح دونوں محاذوں پر منظم طریقے سے کام کا آغاز کریں مبادا کہ دین کے بازار میں کھوٹے سکوں کی تشہیر کرنے والے نام نہاد دھرم پرچارک ہماری نئی نسل کے ذہن کو پراگندہ کر دیں۔ یہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، اب غفلت کا وقت نہیں رہا، اگر آج غفلت کی تو کل تاریخ ہمیں ہرگز معاف نہ کرے گی۔

ہماری ایک بہت بڑی کوتاہی یہ ہے کہ ہم دوسروں کو فوراً مورد الزام ٹھہراتے ہیں ''حکومتیں خاموش ہیں، جماعتیں کوئی کام نہیں کرتیں، مسلمان ایسے ہیں' مسلمان ویسے ہیں'' یہ اور اس طرح کی بیشمار باتیں ہماری مجلسوں کی زینت ہوا کرتی ہیں، لیکن کبھی ہمیں توفیق نہیں ملتی کہ خود اپنے آپ میں جھانک کر دیکھیں، اپنا احتساب کریں، قرآن پاک کی بے حرمتی کا مسئلہ ہو یا رسول پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کا قضیہ' ایسے حالات میں ہم ضرور احتجاج کرتے ہیں اور اپنی غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہیں لیکن کیا واقعی قرآن کریم کے ساتھ ہمارا سلوک اور پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات کے ساتھ ہمارا رویہ اطمینان بخش ہے، یہ ایسا سوال ہے جس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے، جب تک ہم اصلاح کا کام اپنی ذات سے شروع نہ کریں گے تب تک اسلام کی سربلندی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اب وقت آگیا ہے کہ قرآن کو اپنا حرز جان بنائیں، اُس کی تلاوت اور فہم وتدبر ہمارے روزانہ کے معمولات میں شامل ہو جائے، پیارے نبی ﷺ کی سیرت کا مطالعہ ہماری زندگی کا لازمی عنصر بن جائے، قرآن وحدیث کی تعلیم کو اپنے گھر میں عام کریں، اس کے مطابق اپنے بچوں کی تربیت کریں، اِن تعلیمات کی روشنی میں اپنے معاشرے کی اصلاح کا بیڑا اٹھائیں اور جو لوگ اب تک ان آفاقی تعلیمات سے محروم ہیں اُن تک اللہ کا پیغام پہنچائیں۔ ایسا کر کے ہی ہم حقیقی معنوں میں قرآن کی عظمت کو بحال کر سکتے ہیں اور نبی پاک ﷺ کے شیدائی ہونے کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالی ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین

صفات عالم محمد زبیر تیمی

safatalam12yahoo.co.in

قانونِ عروج وزوال

﴿إِنَّ اللّٰهَ لاَ يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُواْ مَا بِأَنفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوءاً فَلاَ مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَالٍ﴾ (سورۃ رعد 11)

ترجمہ: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ کبھی اس حالت کو نہیں بدلتا جو کسی گروہ کو حاصل ہوتی ہے جب تک کہ وہ خود ہی اپنی صلاحیت نہ بدل ڈالے اور پھر جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کسی گروہ کو (اس کی تغیر صلاحیت کی پاداش میں) مصیبت پہنچے تو (مصیبت پہنچ کر ہی رہتی ہے) وہ کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتی اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جو اس کا کارساز ہو“۔

تشریح: اس آیت میں قوموں کے عروج کا راز اور ان کے زوال کا حال بیان ہوا ہے۔

دنیا عالم اسباب ہے، ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا رہنے سے کسی کو کچھ نہیں ملتا، نتائج جدوجہد کی رہین منت ہیں۔ قوموں کو اپنی زبوں حالی کا احساس ہو اور وہ اسے خوش طالعی سے بدل دینے کا عزم بالجزم کرلیں اور صحیح خطوط پر جہد مسلسل کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ جو کارساز حقیقی ہے انہیں عزت وسربلندی سے ہمکنار کردے گا جو اس کی نعمت ہے، انعام ہے۔ اسی طرح جو قومیں ان نعمتوں اور انعاموں سے سرفراز ہونے کے بعد منعم حقیقی کو بھول جاتی اور کفران نعمت کرنے لگتی ہیں تو جس دربار سے ان کی عزت وسربلندی کا فرمان صادر ہوا تھا اسی دربار سے ان کی ذلت وخواری کے احکام بھی جاری اور نافذ ہوتے ہیں۔ مولانا آزادؒ نے اس ضمن میں کیسا بلیغ اور جامع جملہ لکھا ہے: ”ہر قوم خود ہی اپنی زندگی کا گہوارہ بناتی ہے اور پھر اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر بھی کھودتی ہے۔“

جو شخص قوموں اور ملکوں کی تاریخ کا جتنا زیادہ اور جس قدر بامقصد مطالعہ کرے گا اسی تناسب سے وہ قرآن کے اس بیان کی صداقت معلوم کرلے گا، تاریخ سے ہٹ کر حالات حاضرہ کی بھی زبان سے ہم اس حقیقت کا اعلان سن لے سکتے ہیں۔ مذکورہ بالا آیت سورہ رعد کی ہے، اس آیت میں جس بجلی (یہاں لفظ رعد ذہن میں رکھئے) کے چمکنے اور قوموں کو پستی سے نکالنے اور جس بجلی کے گرنے اور مغرور قوموں کو جلا کر خاکستر بنادینے کی بات کہی گئی ہے وہ ایک اصول کے طور پر کہی گئی ہے۔ یعنی تریاق حیات بخش اور سنکھیا قاتل ہے۔

لیکن سورہ انفال کی ایک آیت اس اصول کی نشاندہی کے ساتھ ایک تاریخی مثال بھی پیش کرتی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿ذَلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّراً نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَى قَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُواْ مَا بِأَنفُسِهِمْ وَأَنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (سورہ انفال 53)

”(اور) یہ بات اس لیے ہوئی کہ اللہ کا مقررہ قانون ہے کہ جو نعمت وہ کسی گروہ کو عطا فرماتا ہے اسے پھر کبھی نہیں بدلتا جب تک کہ خود اسی گروہ کے افراد اپنی حالت نہ بدل لیں۔ اور اس لیے بھی کہ اللہ (سب کی) سنتا اور (سب کچھ) جانتا ہے۔“

رعد والی آیت میں ادبار سے اقبال اور اقبال سے ادبار دونوں حالتوں کا ذکر تھا مگر یہاں صرف دوسری حالت کا ذکر ہے اور مثال فرعون اور آل فرعون کی ہلاکت وغرقابی کی ہے جو اس آیت سے پہلے اور اس کے بعد دو دو بار بیان ہوئی ہے۔

فراعنہ کا مصر بڑی شان وشوکت اور بڑے کروفر کا ملک تھا، اسی لیے مصر کے فراعنہ بڑے باغی اور مغرور ہوگئے تھے۔ مثل مشہور ہے ”ہر فرعونے را موسیٰ“ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا پھر وہ وقت آیا کہ عصائے موسیٰ نے فرعون کے عصائے سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے۔ اس طرح ان کے ہاتھوں صدیوں پرانی اور وقت کی غالباً سب سے بڑی سلطنت کے وارث اور جھوٹی خدائی کے دعویدار کا قصہ تمام ہوا۔ اس قدر بڑی پرانی اور طاقتور سلطنت ضرب کلیمی کے مقابلے میں مٹی کا گھروندا ثابت ہوئی اور بنی اسرائیل کی آزادی کا علم بلند ہوا۔

ان آیتوں میں سارے جہانوں کے مالک ومدبر کے اسی قانون عروج وزوال امم کا ذکر کیا گیا ہے۔

جذبات کا احترام کیجئے

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بن مَسْعُودٍؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كُنتُمْ ثَلاثَةً فَلاَيَتَنَاجَ اثْنَانِ دُوْنَ الآخَرِ، حَتّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ مِنْ أَجْلِ أَنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ

(متفق علیه واللفظ لمسلم)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم تین ہو تو دو آدمی تیسرے کو الگ کرکے سرگوشی نہ کریں، تاوقتیکہ وہ لوگوں کے ساتھ مل جل نہ جائیں کیونکہ اس طرح یہ چیز اسے غمگین اور رنجیدہ خاطر کرتی ہے۔“

(بخاری ومسلم اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

تشریح: اس حدیث میں ساتھی کو نظرانداز کرکے کانا پھوسی اور سرگوشی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ جس سے انسانی جذبات واحساسات کا احترام ملحوظ رکھنے کا سبق ملتا ہے کہ ایسا کام انجام نہ دیا جائے جس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہو اور اسے خیال گزرے کہ یہ مجھے اپنا نہیں بلکہ غیر تصور کرتے ہیں یا اسے کھٹکا اور اندیشہ پیدا ہوسکتا ہے کہ یہ دونوں میرے خلاف سازباز کررہے ہیں اور مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کررہے ہیں۔ اس سے دوسرے کے جذبات واحساسات کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ اس لیے جماعتی زندگی میں کانا پھوسی اور سرگوشی کرنا منع فرمایا گیا ہے۔

مومن کا آئینہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ”الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ“. (أخرجه أبوداؤد باسناد حسن)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن اپنے مومن بھائی کا آئینہ ہے“۔ (سنن أبي داؤد)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ آئینہ جس طرح اپنے دیکھنے والے کے محاسن اور نقائص بلاکم وکاست اس کے سامنے رکھ دیتا ہے اسی طرح ایک مومن اپنے دوسرے مومن بھائی کے لیے آئینہ کی طرح ہے کہ وہ اپنے بھائی کو عیوب اور نقائص پر متنبہ کرکے اسے خبردار کردیتا ہے کہ اپنی اصلاح کرلے۔

یہ کام آئینہ اپنے دیکھنے والے کو ہی بتاتا ہے، دوسرے کے روبرو چغلی نہیں کھاتا اور آئینہ اتنا عیب ونقص ہی بتاتا ہے جتنا دیکھنے والے کے چہرے مہرے میں ہوتا ہے اس میں اپنی جانب سے کمی بیشی نہیں کرتا اور اس کے سامنے بیان کرتا ہے، اس کی عدم موجودگی اور پیٹھ پیچھے نہیں کرتا۔ اسی طرح ایک مومن کو اپنے مومن بھائی کے سامنے اس کے عیوب بیان کرنے چاہئیں، اس کی غیر موجودگی میں نہیں اور اتنے عیوب ہی بیان کرنے چاہئیں جتنے حقیقت میں اس میں پائے جاتے ہوں، اس میں اپنی جانب سے کمی بیشی نہ کرے۔

آئینہ ٹکڑے ہوکر بھی اپنے دیکھنے والے کے عیوب ہر ٹکڑے میں وہی دکھاتا ہے جو اس میں پائے جاتے ہیں، اسی طرح مومن کو اپنے بھائی سے ناراض ہوکر بھی اپنے مومن بھائی کے عیوب اتنے ہی بیان کرنے چاہئیں جتنے فی الواقع اس میں پائے جاتے ہیں۔

آئینہ ٹوٹ کر اپنی اصلیت نہیں کھودیتا، اسی طرح مومن کو اپنی اصلیت کھونہیں دینی چاہیے اور مومن کو اپنے عیوب پر تنبیہ کو اپنے لیے سچی خیرخواہی اور حقیقی ہمدردی سمجھنا چاہیے۔

urdu.indd 5　4/19/11 12:50 PM

'سوشیلا' سے 'سمیرہ' بننے تک

ملک نیپال کے مشرقی حصہ میں واقع ضلع مورنگ کی رہنے والی 28 سالہ خاتون 'سوشیلا' تین سال قبل روزگار کی تلاش میں کویت آئیں، اس عرصہ میں شاید معاشی حالت کوئی خاص بہتر نہ ہوسکی تاہم ایمان کی گرانمایہ دولت سے ضرور مالا مال ہوئی ہیں۔ ماہ رواں کے اوائل میں انہوں نے اسلام قبول کیا ہے، اور اپنا نام 'سوشیلا' سے 'سمیرہ' منتخب کیا ہے، قبول اسلام کے وقت ان کا ایمانی جذبہ، دینی حمیت اور دعوتی رغبت دیکھ کر ایسا محسوس ہورہا تھا گویا یہ کوئی دینی گھرانے کی پروردہ خاتون ہے، ناچیز کے لیے ان کے قبولِ اسلام کا منظر بیحد ایمان افزا تھا۔ قبول اسلام کے فوراً بعد اس نومسلمہ کے کیسے دینی جذبات تھے اسے جاننے کے لیے ہم ذیل کے سطور میں ان سے کی گئی گفتگو کا خلاصہ پیش کررہے ہیں۔

سوال : آپ اپنے خاندانی پس منظر کی بابت کچھ بتائیں گی۔

جواب: میں ہندو گھرانے میں پیدا ہوئی، میرے ماں باپ ہندو ہیں، باپ کی مذہبی رسوم سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی تاہم ماں پابندی سے ''مہیش'' کی پوجا کرتی تھیں، پر شروع سے ہی میری طبیعت ایسی واقع ہوئی کہ میں نے پوجا وغیرہ سے بالکل رغبت نہیں رکھا۔

سوال : کیسے آپ اسلام سے متعارف ہوئیں؟

جواب : جب میں پہلی بار کویت آئی تو جس آفس نے مجھے بلایا تھا وہاں کچھ مسلمان کام کرتے تھے، ان کے واسطے سے مجھے نیپالی زبان میں IPC کی دعوتی مطبوعات ملیں، میں نے پڑھا تو مجھے احساس ہوا کہ اسلام بہت اچھا دھرم ہے، اس میں ساری عبادتیں محض ایک اللہ کے لیے انجام دی جاتی ہیں۔ میں نے نیپالی زبان میں ''جزءعم'' اور ''قرآن کیا ہے؟'' کا مطالعہ کیا تو مجھے عجیب طرح کا سکون ملنے لگا۔

سوال : آپ نے گویا قرآن کا بھی مطالعہ کیا ہے؟

جواب : صرف تیسواں پارہ کا مطالعہ اب تک کرسکی ہوں، البتہ میری خواہش ہے کہ مکمل قرآن کا مطالعہ کروں، کاش کہ نیپالی زبان میں بھی قرآن دستیاب ہوتا۔ چھ ماہ قبل میں ایک مسلمان سے گذارش کی تھی کہ مجھے نیپالی زبان میں قرآن چاہیے، اس نے کہا: چھ دینار میں ملے گا، میں نے کہا: کوئی بات نہیں تم مجھے لاکر دو۔ لیکن پھر بھی وہ نہ لاسکا اور اب تک میں قرآن سے محروم ہوں۔

(ابھی میں آپ کو قرآن لاکر دیتا ہوں، میں اٹھا اور فوراً نیپالی زبان میں ترجمۂ قرآن لاکر اس کے ہاتھ میں تھما دیا، قرآن پاتے ہی ایسا لگا جیسے اسے اپنی کوئی گم شدہ چیز مل گئی ہو۔ خوشی سے اس کا چہرہ دمکنے لگا، عالم بے خودی میں قرآن کو لے کر چومنے لگی، ایسا کرتے ہوئے سمیرہ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور زبان پر 'تھینک یو، تھینک یو' کے الفاظ جاری ہوگئے: '' آپ کی میں بہت بہت شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے قرآن دیا'' سمیرہ نے کہا۔ سمیرہ کے یہ الفاظ کیا تھے گویا میرے لیے تازیانہ عبرت، میں تھوڑی دیر کے لیے سکتے میں پڑ گیا اور قرآن کے تئیں اپنے معاملے پر نظر ثانی کرنے لگا، پھر اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے اس سے پوچھا:)

سوال : آپ نے ابھی چند منٹوں قبل اسلام قبول کیا ہے، آپ کے پاس اسلام کی معلومات بھی زیادہ نہیں ہے پھر بھی آپ کے دل میں قرآن کے تئیں ایسی محبت وعقیدت؟

جواب: جہاں تک میرے اسلام کی بات ہے تو کلمہ اگرچہ ابھی پڑھی ہوں تاہم دل میں اسلام دوسال سے بیٹھا ہوا ہے۔ گویا میں دوسال سے مسلمان ہوں، میں نے گذشتہ رمضان میں روزے بھی رکھنا شروع کیا تھا لیکن میری کفیلہ مجھے منع کرتی رہی کہ تم مسلمان نہیں ہو روزہ مت رکھو، چنانچہ میں نے روزہ رکھنا چھوڑ دیا۔ قرآن میرے لیے نسخۂ کیمیا ثابت ہوا ہے، قرآن کی آیتوں سے میں بیحد متاثر ہوئی ہوں، جب کبھی مجھے گھریلو ٹینشن ہوتا ہے تیسواں پارہ کا ترجمہ پڑھنے بیٹھ جاتی ہوں جس سے مجھے یک گونہ سکون ملتا ہے۔

سوال : آپ نے اسلام قبول کرلیا اور آپ ماشاءاللہ اسلام کے تئیں اچھا جذبہ رکھتی ہیں تو کیا آپ کی خواہش نہیں ہوتی کہ آپ کے گھر والے بھی اسلام اپنائیں۔

جواب : جہاں تک میرے والدین کی بات ہے تو میری پوری تمنا ہے کہ والدین اسلام قبول کرلیں، ابھی میں اسلام کے متعلق ان کو نہ بتائی ہوں البتہ میں نے اپنے شوہر سے اسلام قبول کرنے کی خواہش کا اظہار کردیا ہے اس بات کو سن کر انہوں نے مجھے دھمکی بھی دی ہے کہ اگر اسلام قبول کرلی تو نیپال میں لوٹ کر نہیں آسکتی۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے، اللہ پاک نے مجھے نرک (جہنم) سے بچالیا ہے، اس لیے اب میں ہر طرح کی تکلیف برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں۔

سوال : آپ کی کیا خواہش ہے؟

جواب : میری پہلی خواہش یہ ہے کہ میں قرآن عربی زبان میں پڑھنا سیکھ جاؤں، میں سمجھتی ہوں کہ شاید آپ لوگ اس سلسلے میں میرا تعاون ضرور کریں گے، اگر مجھے بھی عربی پڑھنا سکھادیں تو میں اپنے رب کے کلام کو عربی زبان میں پڑھ سکتی ہوں۔

سوال : اور بھی کوئی خواہش ہے آپ کی؟

جواب : میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ پاک مجھے جنت میں جگہ دے۔ اگر وہ مجھے جہنم میں ڈال دے تو میں کچھ اعتراض نہیں کرسکتی لیکن مجھے اللہ سے پوری امید ہے کہ وہ مجھے جنت میں ضرور داخل کرے گا۔

سوال: آپ کی دوستی کیسی عورتوں سے ہے؟

جواب : میری کچھ نیپالی سہیلیاں اسلام قبول کرچکی ہیں، ان کو میں پسند کرتی ہوں۔ اور جو لڑکیاں مسلم نہیں ہوتی ہیں ان سے مجھے کراہیت سی محسوس ہوتی ہے۔ میں کبھی کبھی اپنی سہیلیوں کو اسلام کی دعوت دیتی ہوں اور کہتی ہوں کہ اسلام بہت اچھا مذہب ہے، یہاں تک کہ دعوتی کتابیں بھی پڑھ کر سناتی ہوں۔ ان میں سے کچھ تو دلچسپی لیتی ہیں جب کہ اکثر مزاق اڑانے لگتی ہیں ایسی لڑکیوں کو میں سخت ناپسند کرتی ہوں۔

عزیز قاری! اسلام کے تئیں یہ جذبات ہیں ایسی خاتون کے جس نے اب تک اللہ کے لیے ایک سجدہ بھی نہیں کیا ہے، ہم نے اس کی باتوں کو بلاکم کاست آپ کے سامنے پیش کردیا ہے اب اپنا احتساب کریں کہ اسلام کے تئیں ہم نے کیا کیا؟ قرآن سے ہمارا کیسا لگاؤ ہے؟ غیروں تک ہم نے کس حد تک اسلام کا پیغام پہنچایا ہے؟ کل قیامت کے دن یہ کفار ومشرکین جب ہمارا دامن پکڑیں گے تو اس وقت ہمارا کیا جواب ہوگا۔؟

urdu.indd 6 4/19/11 12:50 PM

علاماتِ قیامت

آفتاب عالم ندوی (کویت)
aftabtalat@gmail.com

اللہ کے آخری نبی رسول پاک ﷺ نے اپنی ذات پر ختم نبوت کی اطلاع دیتے ہوئے یوم آخرت کے قریب ہونے کی خبر بھی دے دی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے قرب قیامت کی وہ نشانیاں بھی بیان فرمادی تھیں جو آپ کے بعد ظہور میں آنے والی تھیں اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان نشانیوں کا ظہور شروع ہو چکا ہے، آج اللہ کے رسول ﷺ کی پیشین گوئیوں کے عین مطابق ان علامات قیامت کا ظہور ہو رہا ہے اور کل بالآخر وہ لمحہ بھی آکر رہے گا جب اہل جہنم اپنے رب کی وعید کے مطابق اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا پائیں گے اور اہلِ جنت بھی دیکھ لیں گے کہ ان کے رب نے ان سے جو وعدہ کیا تھا وہ برحق تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے قرب قیامت کی جو علامتیں بیان فرمائی ہیں ان میں کچھ ذیل کے سطور میں بیان کی جارہی ہیں:

نا قابل تصور عجائب کا ظہور

یہ دور عجیب وغریب واقعات کا دور ہے جس میں نت نئی ایجادات سے لے کر اصول واقدار، عادات واطوار اور نوع بنوع تنظیموں کی صورت میں حیرت انگیز مشاہدات سامنے آتے ہیں۔ اس دور میں ہماری نگاہوں نے ایسی غیر معمولی چیزیں دیکھی ہیں جن کے بارے میں پہلے ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس دور کے ان غیر معمولی واقعات کی پیشین گوئی اسی لیے فرمادی تھی تاکہ جب ہمیں ان سے سابقہ پیش آئے تو ہمارے افکار میں کوئی پراگندگی اور دلوں میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لاتقوم الساعة حتى تروا أمورا عظاما مالم تكونوا ترونها ولاتحدثون بها أنفسكم . (رواه البزار والطبراني)

ترجمہ: ''قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک تم ایسے غیر معمولی امور نہ دیکھ لو جنہیں نہ پہلے کبھی تم نے دیکھا تھا اور نہ ان کے بارے میں آپس میں کوئی بات کی تھی''۔

عالیشان عمارتیں بنوانے میں فخر کرنا

کوئی غیر مسلم یا حدیث نبوی سے ناواقف شخص اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ ایک خستہ حال، بھیڑوں کا چرواہا جسے نہ پیروں کے لیے جوتے میسر ہوں، نہ جسم کے لیے لباس اور نہ پیٹ بھر غذا' وہ عظیم الشان عمارتیں بنوا سکتا ہے اور ان کی تعمیر میں دوسروں سے مسابقت کر سکتا ہے لیکن یہ تو ہم نے اپنی پیشانی کی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ننگے پیر گھومنے والے محتاج چرواہوں کے یہاں ایسی خوشحالی آچکی ہے کہ وہ پرشکوہ عمارتیں بنوانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ صادق ومصدوق ﷺ نے اس واقعہ کی پیش گوئی صدیوں پہلے کر دی تھی اور اسے قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا تھا:

''جب برہنہ پیر، برہنہ جسم، غربت کے مارے بھیڑوں بکریوں کے چرانے والے عمارتیں بنوانے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے نظر آئیں تو بس روز قیامت کا انتظار کرو''۔ (صحیح مسلم)

اجزائے ارضی کا سمٹ جانا

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: لاتقوم الساعة حتى يتقارب الزمان وتزوى الارض زيا (الطبرانی)

ترجمہ: قیامت کی گھڑی اس وقت آئے گی جب وقت سمٹ جائے گا اور زمین پوری طرح سکیڑ دی جائے گی''۔

موجودہ دور میں ہم خود دیکھ رہے ہیں کہ زمین کے فاصلے کتنے سمٹ گئے ہیں، راکٹ کی پرواز نے پوری زمین اور اس پر آباد انسانوں کا بیک وقت مشاہدہ آسان تر بنا دیا ہے، دوریاں نزدیکیوں میں تبدیل ہو چکی ہیں، ایک جگہ بیٹھے بیٹھے دور دراز علاقوں کی آوازیں بآسانی سنی جاسکتی ہیں بلکہ ریڈیائی لہروں کے ذریعہ تصویریں بھی طویل مسافتیں طے کر لیتی ہیں۔ یہ سب کچھ زمین سکڑنے اور وقت کے سمٹنے کے مشاہدات ہی تو ہیں اور صادق وامین ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہ سب قرب قیامت کی علامات ہیں۔

دولت کی فراوانی اور تجارت کی وسعت

نبی اکرم ﷺ نے دولت کی فراوانی، تجارت میں وسعت اور تعلیم کی اشاعت کو بھی قیامت کی نشانیوں میں شمار کرایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: من أشراط الساعة أن يفيض المال ويكثر ويظهر القلم وتفشو التجارة (مسند احمد)

ترجمہ: ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ دولت کی فراوانی ہوگی، قلم نمایاں ہوگا اور تجارت میں وسعت ہوگی''۔ یہاں قلم کے نمایاں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پڑھنے لکھنے والوں کی کثرت ہوگی۔

خواتین کی عریانیت پسندی اور فتنہ سامانی

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے صنفان من أهل النار لم أرهما ، قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس ، ونساء كاسيات عاريات مائلات مميلات ، رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة.....

(صحیح مسلم)

ترجمہ: دوزخ والوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا (کیونکہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے) ایک وہ لوگ جن کے ساتھ گائے کے دم کی طرح (لمبے لمبے) کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو مارتے ہوں گے۔ اور دوسری وہ عورتیں جو لباس پہن کر بھی ننگی ہوں گی، نازنخرے سے مٹک مٹک کر اپنی طرف مائل کرنے والیاں ہوں گی۔ ان کے سر ایسے ہوں گے جیسے بختی اونٹ کے کوہان (یعنی سر پر بالوں کا جوڑا بنا کر رکھیں گی اور وہ اونچا ہو کر کوہان کی طرح معلوم ہوگا).....(مسلم)

مذکورہ بالا سطور میں چند آثار قیامت کا ذکر کیا گیا ہے، جن کا مشاہدہ ہم خود کر چکے ہیں، احادیث نبوی میں قرب قیامت کی بہت سی علامات بیان کی گئی ہیں جن میں سے متعدد علامات مشاہدے میں آچکی ہیں اور جس ذات نبوی نے ان علامات کی پیشین گوئی فرمائی ہے اسی رسول ہدایت نے ہمیں قیامت، اس کی حقیقت، اس کے احوال وکوائف سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔ یہ آگاہی ہر صاحب عقل وفہم کے اندر یہ تڑپ اور بیداری پیدا کرنے کے لیے کافی ہے کہ وہ اپنے انجام کار کے تعلق سے فکرمند ہو جس سے اللہ کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام باخبر کرتے آئے ہیں۔ اپنے انجام کے بارے میں اس فکرمندی کے نتیجہ میں لازماً اس دنیا کی حقیقت کے بارے میں بھی غور کرنا ہوگا جہاں وہ زندگی گزار رہا ہے۔

''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ دولت کی فراوانی ہوگی، قلم نمایاں ہوگا اور تجارت میں وسعت ہوگی''۔

urdu.indd 7 4/19/11 12:50 PM

محمد انور محمد قاسم سلفی (کویت)

انتہاء پسندی اسلام کی نظر میں

دین میں انتہاء پسندی باعث تباہی ہے

غلو اور انتہا پسندی حد سے آگے بڑھ جانے کا نام ہے، اسلام میانہ روی اور اعتدال کا مذہب ہے، جو شخص اسلام کے احکامات پر غور کرے گا چاہے وہ اوامر ہوں یا نواہی، وہ محسوس کرے گا کہ اسلامی احکام کی بنیادیں میانہ روی، اعتدال، سہولت اور کشادگی پر قائم ہیں اور تشدد، تعذیب، انتہاء پسندی اور خشک روی کا اس سے دور دور کا بھی واسطہ نہیں۔ بلکہ اسلام نے ہر طرح کے غلو اور انتہاء پسندی کی مذمت کی ہے، غلو کی ہر قسم سے ڈرایا ہے اور اس سے مسلمانوں کو ہر حال میں بچنے کی تاکید کی ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ امت مسلمہ خود ایک معتدل امت ہے؟ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

''اور اسی طرح ہم نے تمہیں اے مسلمانو! ایک معتدل اور بہترین امت بنایا تاکہ تم لوگوں کے بارے میں گواہی دو اور رسول تمہارے بارے میں گواہی دیں''۔ (بقرہ 143)

رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت کو انتہاء پسندی سے ڈرایا اور فرمایا کہ آج تک جتنی بھی امتیں تباہ و برباد ہوئیں، اسی کی وجہ سے ہوئیں، جیسا کہ ارشاد ہے:

'' لوگو! تم دین میں غلو کرنے سے بچو' کیونکہ اگلی امتوں کو دین میں غلو نے ہی ہلاک کر دیا تھا''۔ (نسائی)

انسان جب انتہاء پسندی میں مبتلا ہو جاتا ہے تو وہ ارشادات ربانی اور فرمودات نبوی کو بھول جاتا ہے، جس کا لازمی نتیجہ خواہشات کی اتباع اور پیروی کی شکل میں نکلتا ہے، جس سے نہ صرف وہ بھٹک جاتا ہے بلکہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی راہ ہدایت سے بھٹکا دیتا ہے۔ ع

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی گمراہی کا سب سے بڑا سبب دین میں غلو اور انتہاء پسندی کو قرار دیا۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

''(اے محمد ﷺ!) آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! تم لوگ اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو اس سے پہلے خود گمراہ ہو گئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور راہ راست سے بھٹک گئے''۔ (مائدہ:77)

اسی لیے سرور کائنات ﷺ نے اپنی امت کو اپنی زندگی کے



آخری لمحات میں بھی یہود و نصاریٰ کی روش پر چلنے سے خبردار فرمایا، ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ''جب رسول اللہ ﷺ پر حالتِ نزع طاری ہوئی تو آپ اپنی چادر مبارک کو بار بار اپنے چہرے سے ہٹاتے اور اسی حالت میں فرماتے: ''یہود اور نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو' جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا'' گویا آپ ﷺ ان کے اس عمل سے امت کو ڈرا رہے تھے۔ (متفق علیہ)

عقائد میں انتہاء پسندی

یہود اور نصاریٰ اسی غلو کی ہی وجہ سے اس کائنات کے سب سے بڑے جرم کے مرتکب ہوئے، یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، اور پھر اپنے علماء اور درویشوں کو بھی مافوق الفطرت ہستیاں قرار دے کر انکی عبادت میں مشغول ہو گئے:

''اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں، اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں، ان لوگوں کے قول کی مشابہت اختیار کرتے ہیں جنہوں نے ان سے پہلے کفر کیا تھا، اللہ انہیں ہلاک کردے کہ کس طرح حق سے پھرے جارہے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے عالموں اور اپنے عابدوں کو اللہ کے بجائے معبود بنالیا اور مسیح بن مریم کو بھی، حالانکہ انہیں تو صرف ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ مشرکوں کے شرک سے پاک ہے''۔ (توبہ:30-31)

اسی لیے رسول کائنات محمد ﷺ نے اپنی امت کو اپنی ذات میں غلو کرنے سے بایں الفاظ منع فرمایا:

''تم مجھے میرے مقام و مرتبہ سے اتنا نہ بڑھاؤ جتنا کہ عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھایا، میں صرف بندہ ہوں اسلئے تم مجھے اللہ کا بندہ اور اسکا رسول کہو''۔ (متفق علیہ)

عبادات میں انتہاء پسندی

◉ حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے مجھے دسویں ذی الحجہ کے دن رمی کے واسطے چھوٹی چھوٹی کنکریاں چن کر دینے کے لیے کہا، میں نے آپ کو سات کنکریاں (جو چنے کے دانے کے برابر تھیں) چن کر دیں، آپ اپنی سواری پر تھے اور ان کنکریوں کو اپنے دست مبارک میں رکھتے ہوئے فرمارہے تھے: ''ان جیسی کنکریوں سے رمی کرو''۔ (جب آپ نے دیکھا کہ لوگ کنکریوں کے بجائے پتھر اٹھا رہے ہیں تو) آپ ﷺ نے فرمایا: '' لوگو! تم دین میں غلو کرنے سے بچو' کیونکہ اگلی امتوں کو دین میں غلو نے ہی ہلاک کر دیا تھا'' (نسائی)

◉ حضرت انس ؓ کہتے ہیں: ''تین شخص رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھر کے پاس آئے، تاکہ ان سے آپ ﷺ کی عبادت کا حال دریافت کریں۔ جب انہیں آپ ﷺ کی (رات کی) عبادت کی تفصیل بتائی گئی تو گویا انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا: ہمارا رسول اللہ ﷺ سے کیا مقابلہ؟ آپ ﷺ کے تو اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دئے گئے ہیں۔ (اس لیے ہمیں آپ ﷺ سے زیادہ عبادت کرنے کی ضرورت ہے) چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، کبھی روزے کا ناغہ نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ (جب رسول اللہ ﷺ کو ان باتوں کا پتہ چلا تو) آپ انکے پاس تشریف لائے اور ان سے پوچھا: کیا تم نے اس طرح کہا ہے؟ (جب انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا) میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کا سب سے زیادہ خوف اپنے دل میں رکھنے والا ہوں، لیکن میں روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑ دیتا بھی ہوں، رات میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، پس یہ سارے کام میری سنت ہیں اور جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں یعنی اس کا مجھ سے تعلق نہیں (بخاری و مسلم)

urdu.indd 8 4/19/11 12:50 PM

حضرت وھب بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں:
''رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابو الدرداء کو بھائی بھائی بنایا، حضرت سلمان فارسی ؓ، حضرت ابوالدرداء ؓ کے گھر گئے، تو حضرت ام الدرداءؓ کو پراگندہ حال دیکھ کر پوچھا: یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابوالدرداء ؓ کو دنیا سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اتنے میں حضرت ابوالدرداء ؓ بھی آ گئے، حضرت ابوالدرداء ؓ نے ان کے لیے کھانا بنایا اور انہیں کھانے کی دعوت دی، حضرت سلمان فارسیؓ نے ابوالدرداء ؓ کو بھی کھانے پر بلایا تو انہوں نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ حضرت سلمان فارسی ؓ نے کہا: میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک کہ آپ نہ کھائیں۔ انہوں نے (نفلی روزہ توڑ کر) ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ جب رات ہوئی تو حضرت ابوالدرداء ؓ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت سلمان فارسی ؓ نے کہا ''سو جاؤ''۔ وہ سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد نماز کے لیے پھر کھڑے ہوئے تو انہیں ڈانٹا کہ سو جاؤ، وہ سو گئے۔ رات کے آخری حصے میں حضرت ابوالدرداء ؓ کو جگایا اور کہا: اب اٹھو، پھر دونوں نے اٹھ کر نماز پڑھی، پھر حضرت سلمان فارسی ؓ نے حضرت ابو الدرداء ؓ کو سمجھاتے ہوئے کہا: ''تم پر تمہارے رب کا حق ہے، تمہاری جان کا بھی حق ہے، تمہارے اہل وعیال کا بھی حق ہے، ہر حق دار کو اس کا حق ادا کرو۔ حضرت ابوالدرداء ؓ، رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور ماجرا سنایا تو آپ نے فرمایا: ''سلمان نے سچ کہا ہے''۔ (بخاری)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں:
''رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک رسی دو ستونوں کے درمیان بندھی ہوئی ہے۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا: یہ رسی کس لیے ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ یہ ام المؤمنین حضرت زینبؓ کی رسی ہے، وہ رات کو قیام کرتی ہیں جب کھڑی کھڑی تھک جاتی ہیں تو رسی کا سہارا لے لیتی ہیں جس سے کچھ تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسے کھول دو، ایک شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس وقت نماز پڑھے جب وہ فرحت ونشاط محسوس کرے، جس وقت تھک جائے تو سو جائے''۔ (متفق علیہ)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:
رسول اللہ ﷺ کی نظر مبارک دوران خطبہ ایک شخص پر پڑی جو دھوپ میں کھڑا تھا، آپ ﷺ نے اسکے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو لوگوں نے بتلایا کہ اس کا نام ابواسرائیل ہے، اس نے اس بات کی نذر مانی ہے کہ وہ دھوپ میں کھڑا رہے گا، بیٹھے گا نہیں اور نہ سایہ حاصل کرے گا اور نہ بات چیت کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے کہو کہ وہ گفتگو کرے، سایہ حاصل کرے اور بیٹھ جائے، البتہ وہ اپنا روزہ پورا کرلے'' (بخاری)

معاملات میں انتہاء پسندی کی مذمت

اسلام نرمی، سہولت، صبر اور اخلاق کا مذہب ہے، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے شدت، تنگی، بداخلاقی اور انتہا پسندی کی بھرپور مذمت فرمائی ہے، بلکہ اس کو کسی بھی دنیوی یا اخروی معاملے کے متعلق باعث تباہی قرار دیا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ کہتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک نرمی جس چیز میں داخل ہوتی ہے تو اس کو اچھا بنا دیتی ہے، اور جس چیز سے غائب ہو جاتی ہے اس کو بُرا کر چھوڑتی ہے''۔ (مسلم) ایک اور روایت میں ہے: ''اللہ تعالیٰ مہربان ہے اور وہ ہر معاملے میں نرمی کو پسند فرماتا ہے''۔ (متفق علیہ)

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایسے واقعات پیش آئے جس میں مساجد کی بے حرمتی کی گئی، لیکن آپ نے ایسا حکیمانہ رویہ اختیار فرمایا کہ جس سے مسلمان قوم کا داعیانہ کردار بھی نکھر کر سامنے آ گیا اور بے حرمتی کرنے والا شخص نعمت اسلام سے بھی مالا مال ہو گیا۔

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں:
''ایک بدو شخص مسجد نبوی میں آیا اور اس کے ایک کونے میں پیشاب کرنے لگا، (جب کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مسجد میں ہی موجود تھے) لوگ اس شخص کی طرف لپکے تاکہ اس کی پٹائی کریں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں روک دیا، فرمایا: اسے پیشاب کرنے دو، اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہا دو۔ تم آسانی بہم پہنچانے والے بنا کر بھیجے گئے ہو نہ کہ تنگ اور خشک رویہ اپنانے والے'' (بخاری)۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے: ''آپ نے اس شخص کو نہ تو ڈانٹا اور نہ ہی برا بھلا کہا، بلکہ سمجھاتے ہوئے فرمایا: ''یہ مسجدیں پیشاب، پاخانے کے لیے نہیں ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز ادا کرنے کے لیے ہیں''۔ اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ: ''اس شخص نے حالت نماز میں باآواز بلند یہ دعا کی: ''یا اللہ! مجھ پر اور محمد پر ہی رحم کرنا، ہمارے سوا کسی اور پر ہرگز رحم نہ کرنا'' سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ''تم نے (اللہ کی) وسیع (رحمت) کو سکڑ کر رکھ دیا''۔ (ابن ماجہ۔ابوداؤد)

اگر اس جیسا واقعہ ہندوستان میں واقع ہو جائے تو شاید بہت بڑا فساد ہو جائے جس میں دسیوں بے گناہ لوگوں کی جان چلی جائے اور اکثر فسادانہی جیسے واقعات سے شروع ہوتے ہیں کہ کسی ایک فریق نے مسجد کے سامنے سے جلوس نکالا یا باجا بجایا یا پٹاخے جلائے، مسلمان نوجوانوں نے سنگ باری کی، اس کے بعد فساد شروع ہو گیا۔ جبکہ اکثر مقامات پر اس طرح کی کاروائی، پوری تیاری کے ساتھ فساد بھڑکانے کے لیے ہی کی جاتی ہے، افسوس کہ مسلمان اس پلاننگ کو سمجھ نہیں پاتے، جوش میں آ کر کوئی ایسی حرکت کر دیتے ہیں کہ دیگر مذاہب کے انتہاء پسندوں کے لیے فساد کا بہانہ مل جاتا ہے اور پھر بھیانک فساد میں اپنا نقصان خود کر بیٹھتے ہیں۔

آج بشمول مسلمانوں کے دنیا کی تمام اقوام میں انتہاء پسندی کا گراف تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے، اور اس معاملے میں مسلمان بھی گمراہ اقوام سے پیچھے نہیں رہے، بلکہ اسکی پیشین گوئی خود رسول اکرم ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں فرمائی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:
''تم ضرور اگلی امتوں کی عادات و اطوار کی بالشت در بالشت اور ہاتھ در ہاتھ پیروی کرو گے' یہاں تک کہ وہ کسی گوہ کے سوراخ میں جا گھسیں گے تو تم بھی اس میں داخل ہو جاؤ گے' ہم نے کہا: ''اے اللہ کے رسول: کیا ہم یہود ونصاریٰ کی پیروی کریں گے؟'' آپ نے فرمایا: ''اگر وہ نہیں تو پھر کون؟''۔ (متفق علیہ)

انتہاء پسند لوگ اپنی انتہاء پسندی کی وجہ سے دین اسلام کو بھی آخری سلام کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دین آسان ہے، جو شخص دین میں بے جا سختی کرتا ہے تو دین اس پر غالب آ جاتا ہے''۔ [یعنی ایسا انسان مغلوب ہو جاتا ہے اور دین پر عمل کرنا چھوڑ دیتا ہے] (بخاری)

ان تمام آیات واحادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اسلام دین رحمت ہے، یہ وہ عادلانہ مذہب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ساری بنی نوع انسانیت کے لیے منتخب فرمایا ہے، اس کا تشدد، غلو اور انتہاء پسندی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ساری انسانیت کو انتہاء پسندی سے محفوظ کر کے حقیقی اسلام کی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

urdu.indd 9 4/19/11 12:50 PM

حدیث نبوی ﷺ اور سائنس کے اعترافات

جنین کی نشوونما کے پہلے چالیس دن

ڈاکٹر جولے سمپسن، ہیوسٹن (امریکہ) کے بیلور کالج آف میڈیسن میں شعبہ حمل و زچگی و امراض نسوانی (Ob-Gyn) کے چیئرمین اور سالماتی وانسانی توارث کے پروفیسر ہیں، اس سے پہلے وہ میمفس کی یونیورسٹی آف ٹینیسی میں شعبۂ 'اوب گائن' کے پروفیسر اور چیئرمین رہے۔ وہ امریکی باروری انجمن کے صدر بھی تھے۔ 1992ء میں انہیں کئی ایوارڈ ملے، جن میں ایسوسی ایشن آف پروفیسرز آف اوب گائن پبلک ریکوگنیشن ایوارڈ بھی شامل تھا۔ پروفیسر سمپسن نے نبی ﷺ کی درج ذیل دو احادیث کا مطالعہ کیا:

اِنَّ اَحَدَکُمْ یَجْمَعُ خَلْقُهٗ ، فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ أَرْبَعِیْنَ یَوْمًا (صحیح البخاری، بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، حدیث:3208، صحیح مسلم، القدر، باب کیفیۃ خلق الآدمی، حدیث:2643)

''تم میں سے ہر ایک کی تخلیق کے تمام اجزاء اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک (نطفے کی صورت) میں جمع رہتے ہیں۔''

اِذَا مَرَّ بِالنُّطْفَةِ اثْنَتَانِ وَأَرْبَعُوْنَ لَیْلَةً ، بَعَثَ اللّٰهُ اِلَیْهَا مَلَکاً ، فَصَوَّرَهَا وَخَلَقَ سَمْعَهَا وَبَصَرَهَا وَجِلْدَهَا وَلَحْمَهَا وَعِظَامَهَا (صحیح مسلم، القدر، باب کیفیۃ خلق الآدمی.....حدیث:2645) ''جب نطفہ کو قرار پائے بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ ایک فرشتے کو اس کے پاس بھیجتا ہے جو (اللہ کے حکم سے) اس کی شکل وصورت بناتا ہے، اور اس کے کان، اس کی آنکھیں، اس کی جلد، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں بناتا ہے۔''

پروفیسر سمپسن نبی ﷺ کی ان دو حدیثوں کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ جنین کے پہلے چالیس دن اس کی تخلیق کے ناقابل شناخت مرحلے پر مشتمل ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ان احادیث میں جس قطعیت اور صحت کے ساتھ جنین کی نشوونما کے مراحل بیان کیے گئے ہیں ان سے وہ خاص طور پر متاثر ہوئے، پھر ایک کانفرنس کے دوران انہوں نے اپنے درج ذیل تاثرات پیش کیے۔

''دونوں احادیث جو مطالعے میں آئی ہیں، وہ ہمیں پہلے چالیس دنوں میں بیشتر جنینی ارتقاء کا متعین ٹائم ٹیبل فراہم کرتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج صبح دوسرے مقررین نے بھی بار بار اس نکتے کو دہرایا ہے۔ یہ احادیث جب ارشاد فرمائی گئیں اس وقت کے میسر سائنسی علم کی بنا پر اس طرح بیان نہیں کی جاسکتی تھیں۔ میرے خیال میں اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نہ صرف جینیات (Genetics) اور مذہب کے درمیان کوئی تصادم نہیں، درحقیقت، مذہب بعض روایتی سائنسی نقطہ نظر کو الہام سے تقویت پہنچا کر سائنس کی رہنمائی کرسکتا ہے اور یہ کہ قرآن میں ایسے بیانات موجود ہیں جو صدیوں بعد درست ثابت ہوئے اور جو اس امر کا ثبوت ہیں کہ قرآن میں دی گئی معلومات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہیں''۔

انگلیوں کے پوروں پر جراثیم کش پروٹین

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ مِنَ الطَّعَامِ فَلَا یَمْسَحْ یَدَهٗ حَتّٰی یَلْعَقَهَا أَوْ یُلْعِقَهَا (صحیح مسلم، الاشربۃ، باب استحباب لعق الاصابع حدیث:2031)

''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو وہ اپنا ہاتھ نہ پونچھے یہاں تک کہ اسے (انگلیاں) چاٹ لے یا چٹوالے۔''

کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کا حکم پیغمبر اسلام ﷺ نے چودہ صدی پہلے دیا اور اس میں جو حکمت کارفرما ہے اس کی تصدیق طبی سائنس داں اس دور میں کررہے ہیں۔

ایک خبر ملاحظہ کیجئے: ''جرمن کے طبی ماہرین نے تحقیق کے بعد یہ اخذ کیا ہے کہ انسان کی انگلیوں کے پوروں پر موجود خاص قسم کی پروٹین اسے دست، قے اور ہیضے جیسی بیماریوں سے بچاتی ہے۔ ماہرین کے مطابق وہ بیکٹیریا جنہیں ''ای کولائی'' کہتے ہیں، جب انگلیوں کی پوروں پر آتے ہیں تو پوروں پر موجود پروٹین ان مضرصحت بیکٹیریا کو ختم کردیتی ہے۔ اس طرح یہ جراثیم انسانی جسم پر رہ کر مضر اثرات پیدا نہیں کرتے، خاص طور پر جب انسان کو پسینہ آتا ہے تو جراثیم کش پروٹین متحرک ہو جاتی ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اگر یہ پروٹین نہ ہوتی تو بچوں میں ہیضے، دست اور قے کی بیماریاں بہت زیادہ ہوتیں''۔

(روزنامہ نوائے وقت 30 جون 2005ء)

اہل مغرب کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کے فعل کو غیرصحت مند (Unhigienic) قرار دے کر اس پر حرف گیری کرتے رہے ہیں، لیکن اب سائنس اس کی تصدیق کررہی ہے کہ یہ عمل تو نہایت صحت مند ہے کیونکہ انگلیاں منہ کے اندر نہیں جاتیں اور یوں منہ کے لعاب سے آلودہ نہیں ہوتیں۔ نیز انگلیوں کے پوروں پر موجود پروٹین سے مضر بیکٹیریا بھی ہلاک ہوجاتے ہیں۔ اس کے برعکس چمچے یا کانٹے سے کھانا کھائیں تو وہ بار بار منہ کے لعاب سے آلودہ ہوتا رہتا ہے اور یہ بے حد غیر صحت مند عمل ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے انگلیوں کے پوروں پر جراثیم کش پروٹین پیدا کی ہے تو ہاتھ سے کھانا اور کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا دونوں صحت مند افعال ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی مذکورہ بالا حدیث میں انہی دو باتوں پر عمل کی تلقین کی گئی ہے، یعنی (1) کھانا ہاتھ (دائیں) سے کھایا جائے، (2) ہاتھ پونچھنے سے پہلے انگلیاں چاٹی جائیں۔ دائیں ہاتھ سے کھانے اور اس کے بعد انگلیاں چاٹنے کی اس اسلامی روایت بلکہ سنت کو عربوں نے اب تک زندہ رکھا ہوا ہے جسے ماضی میں یورپ والے غیر صحت منع عمل ٹھہراتے رہے، مگر اب انہی کے طبی محققین کی تحقیق کہہ رہی ہے کہ یہ ہرگز مضر عمل نہیں بلکہ عین صحت مند اور فائدہ مند ہے۔

کتا چاٹ جائے تو برتن کو مٹی سے دھونے کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طُهُوْرُ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ اِذَا وَلَغَ فِیْهِ الْکَلْبُ اَنْ یَّغْسِلَهٗ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ (صحیح مسلم، الطھارۃ، باب حکم ولوغ الکلب، حدیث:279)

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے: فَلْیُرِقْهُ ''اسے چاہیے کہ اس (میں موجود کھانا یا پانی) کو بہادے۔''

(مسلم، الطھارۃ، باب حکم ولوغ الکلب، حدیث:279)

اور ترمذی کی روایت میں ہے: أُوْلَاهُنَّ أَوْ أُخْرَاهُنَّ بِالتُّرَابِ (جامع الترمذی، باب ماجاء فی سور الکلب، حدیث:91)

''پہلی یا آخری بار مٹی سے دھونا چاہیے۔''

اس کی توضیح بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام (انگریزی) میں یوں کی گئی ہے:

''یہ واضح رہے کہ کسی چیز کی محض ناپاکی سے صفائی کے لیے اسے سات دفعہ دھونا ضروری نہیں، کسی چیز کو سات دفعہ دھونے کا فلسفہ محض صفائی کرنے سے مختلف ہے۔ آج کے

urdu.indd 10 4/19/11 12:50 PM

طبی ماہرین کہتے ہیں کہ کتے کی آنتوں میں جراثیم اور تقریباً 4 ملی میٹر لمبے کیڑے ہوتے ہیں جو اس کے فضلے کے ساتھ خارج ہوتے ہیں اور اس کے مقعد کے گرد بالوں سے چمٹ جاتے ہیں، جب کتا اس جگہ کو زبان سے چاٹتا ہے تو زبان ان جراثیم سے آلودہ ہو جاتی ہے، پھر کتا اگر کسی برتن کو چاٹے یا کوئی انسان کتے کا بوسہ لے جیسا کہ یورپی اور امریکی عورتیں کرتی ہیں تو جراثیم کتے سے اس برتن یا اس عورت کے منہ میں منتقل ہو جاتے ہیں اور پھر وہ انسان کے معدے میں چلے جاتے ہیں، یہ جراثیم آگے متحرک رہتے ہیں اور خون کے خلیات میں گھس کر کئی مہلک بیماریوں کا باعث بنتے ہیں چونکہ ان جراثیم کی تشخیص خوردبینی ٹیسٹوں کے بغیر ممکن نہیں۔ شریعت نے ایک عام حکم کے تحت کتے کے لعاب کو فی نفسہ ناپاک قرار دیا اور ہدایت کی کہ جو برتن کتے کے لعاب سے آلودہ ہو جائے اسے سات بار ضرور صاف کیا جائے اور ان میں سے ایک بار مٹی کے ساتھ دھویا جائے"۔ (بلوغ المرام من أدلۃ الاحکام، انگریزی، مطبوعہ دارالسلام، صفحہ:16 حاشیہ:1)

مکھی کے ایک پر میں بیماری، دوسرے میں شفا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ فَإِنَّ فِي إِحْدَىٰ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الأُخْرَىٰ شِفَاءً (صحیح البخاری، بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب.....حدیث: 3320)

"اگر تم میں سے کسی کے مشروب (پانی، دودھ وغیرہ) میں مکھی گر پڑے تو اسے چاہیے کہ اس کو مشروب میں ڈبکی دے، پھر اسے نکال پھینکے، کیوں کہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے تو دوسرے میں شفا۔"

ڈاکٹر محمد محسن خاں اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"طبی طور پر اب یہ معروف بات ہے کہ مکھی اپنے جسم کے ساتھ کچھ جراثیم اٹھائے پھرتی ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے 1400 سال پہلے بیان فرمایا جب انسان جدید طب کے متعلق بہت کم جانتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کچھ عضویے (Organisms) اور دیگر ذرائع پیدا کئے جو ان جراثیم (Pathogenes) کو ہلاک کر دیتے ہیں، مثلاً پنسلین پھپھوندی اور سٹیفائلوکوسائی جیسے جراثیم کو مار ڈالتی ہے۔ حالیہ تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک مکھی بیماری (جراثیم) کے ساتھ ساتھ ان جراثیم کا تریاق بھی اٹھائے پھرتی ہے۔ عام طور پر جب مکھی کسی مائع غذا کو چھوتی ہے تو وہ اسے اپنے جراثیم سے آلودہ کر دیتی ہے لہٰذا اسے مائع میں ڈبکی دینی چاہیے تاکہ وہ

کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کا حکم پیغمبر اسلام ﷺ نے چودہ صدی پہلے دیا اور اس میں جو حکمت کارفرما ہے اس کی تصدیق طبی سائنس داں اس دور میں کر رہے ہیں۔

ان جراثیم کا تریاق بھی اس میں شامل کر دے جو جراثیم کا مداوا کرے گا"۔

میں نے اپنے ایک دوست کے ذریعے اس موضوع پر جامع الازہر قاہرہ کے عمید قسم الحدیث (شعبۂ حدیث کے سربراہ) محمد السمحی کو خط بھی لکھا جنہوں نے اس حدیث اور اس کے طبی پہلوؤں پر ایک مضمون تحریر کیا ہے۔ اس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ ماہرین خردحیاتیات (Microbiologists) نے ثابت کیا ہے کہ مکھی کے پیٹ میں خامراتی خلیات (Yeast Cells) طفیلیوں (Parasites) کے طور پر رہتے ہیں اور یہ خامراتی خلیات اپنی تعداد بڑھانے کے لیے مکھی کی تنفس کی نالیوں (Tubules Repiratory) میں گھسے ہوتے ہیں اور جب مکھی مائع میں ڈبوئی جائے تو وہ خلیات نکل کر مائع میں شامل ہو جاتے ہیں، اور ان خلیات کا مواد ان جراثیم کا تریاق ہوتا ہے جنہیں مکھی اٹھائے پھرتی ہے۔" (مختصر صحیح البخاری انگریزی، مترجم ڈاکٹر محمد محسن خاں، ص:656 حاشیہ:3)

اس سلسلے میں "الطب النبوی لابن القیم" کے انگریزی ترجمہ Healing with Medicine Of The Prophet طبع دارالسلام الریاض میں لکھا ہے:

"نبی ﷺ نے حکم دیا کہ مکھی خوراک میں گر پڑے تو اسے اس میں ڈبویا جائے، اس طرح مکھی مر جائے گی، بالخصوص اگر غذا گرم ہو، اگر غذا کے اندر مکھی کی موت غذا کو ناپاک بنانے والی ہوتی تو نبی ﷺ اسے پھینک دینے کا حکم دیتے، اس کے برعکس نبی ﷺ نے اسے محفوظ بنانے کی ہدایت کی۔ شہد کی مکھی، بھڑ، مکڑی اور دیگر کیڑے بھی گھریلو مکھی کے ذیل میں آتے ہیں، کیوں کہ اس حدیث سے ماخوذ حکم نبوی ﷺ عام ہے۔ مردہ جانور ناپاک کیوں ہیں؟ اس کی توجیہ یہ ہے کہ ان کا خون ان کے جسموں کے اندر رہتا ہے، اس لیے کیڑے مکوڑے یا حشرات جن میں خون نہیں ہوتا وہ پاک ہیں۔

بعض اطباء نے بیان کیا ہے کہ بچھو اور بھڑ کے کاٹے پر گھریلو مکھی مل دی جائے تو اس شفا کی وجہ سے آرام آ جاتا ہے جو اس کے پروں میں پنہاں ہے، اگر گھریلو مکھی کا سر الگ کر کے جسم کو آنکھ کے پپوٹے کے اندر رونما ہونے والی پھنسی پر ملا جائے تو ان شاء اللہ آرام آ جائے گا"۔

(الطب النبوی: 104105)

طاعون زدہ علاقے سے دور رہنے کا حکم اور اس کی حکمت:

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: الطَّاعُونُ رِجْزٌ ، أُرْسِلَ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَىٰ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا ، فَلَا تَخْرُجُوا فِرَاراً مِنْهُ (صحیح مسلم، الطب، باب الطاعون، حدیث:2218)

"طاعون عذاب ہے، جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر اور تم سے پہلوں پر نازل ہوا، چنانچہ جب تم سنو کہ کسی علاقے میں طاعون پھیلا ہوا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہ اس علاقے میں پھوٹ پڑے جہاں تم مقیم ہو تو فرار ہو کر اس علاقے سے باہر مت جاؤ۔"

صحیحین ہی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ (صحیح البخاری، الطب، باب مایذکر من الطاعون، حدیث:5732) "طاعون ہر مسلم کے لیے شہادت ہے۔"

طبی اصطلاح میں طاعون ایک مہلک گلٹی ہے جو بہت شدید اور تکلیف دہ متعدی عارضہ ہے اور یہ تیزی سے متاثرہ حصے کے رنگ کو سیاہ، سبز یا بھورے رنگ میں تبدیل کر دیتا ہے پھر جلد ہی متاثرہ حصے کے اردگرد زخم نمودار ہونے لگتے ہیں۔ طاعون عموماً جسم کے تین حصوں، بغلوں، کان کے پیچھے اور ناک پھنک یا جسم کی نرم بافتوں (Tissues) پر حملہ کرتا ہے۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ سے طاعون کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: غُدَّةٌ، كَغُدَّةِ الْبَعِيرِ يَخْرُجُ فِي الْمَرَاقِ وَالإِبطِ (التمهید لابن عبدالبر : 21/26)

"یہ ایک گلٹی ہے، جو اونٹ کی گلٹی سے مشابہ ہے اور جو پیٹ کے نرم حصوں اور بغلوں میں نمودار ہوتی ہے۔"

امام ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ کی تصنیف 'الطب النبوی' میں "نبی ﷺ نے مسلمانوں کو طاعون زدہ علاقے میں داخل نہ ہونے کا حکم دیا ہے" کے زیر عنوان لکھا ہے:

"طاعون کے نتیجے میں جسم میں تعدیہ یا عفونت (Infection) زخم (Ulcers) اور مہلک رسولیاں نمودار ہوتی ہیں، اطباء اپنے مشاہدے کی رو سے انہیں طاعون کی علامات قرار دیتے ہیں۔ (باقی صفحہ 14 پر)

urdu.indd 11 4/19/11 12:50 PM

پروفیسر ڈاکٹر فرید الدین سابق استاذ الحدیث
جامعہ نعمانیہ ڈی آئی خان پاکستان
تلخیص: حافظ امداد اللہ محمود بن فرید الدین

شریعت اسلامیہ میں جرم وسزا اور نفاذ حدود

جرم وسزا کے باہمی تعلق پر آج کل دنیا میں بڑا زور وشور برپا ہے، ہر آئے دن اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت اور مغربی آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر کوئی نہ کوئی اسلامی سزا اور شعار کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے، جرم وسزا کے حقیقی تعین کو اپنی خواہش کے اسلام کے تابع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، ہر آئے دن کسی خود ساختہ مسئلہ کو بہانہ بنا کر اپنے ذہن کی پراگندگی کو اسلام اور اسلام پسند قوتوں کے سر تھوپنے کی بھونڈی بھانڈی سازش کی جاتی ہے، اس سازش میں عوام تو عوام بلکہ خواص بھی ان کے جراثیم کا شکار ہو کر ان کی زبان بولنے لگتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید فرقان حمید نے سنی سنائی خبروں کی خوب جانچ پڑتال کر لینے کا حکم دیا ہے تاکہ بعد میں حقیقت کے کھلنے پر ندامت نہ اٹھانی پڑے۔ لیکن اسلام کی حقانیت سے خائف لوگ اپنے دل میں چھپے کفر کی آڑ میں اسلامی سزاؤں کو بے رحمانہ اور ظالمانہ کہہ کر اسلام دشمنی کا واضح ثبوت فراہم کر رہے ہیں۔

اسلام نے جرم وسزا کا جو تصور پیش کیا ہے، اس سے بہتر تصور آج تک کسی نظام نے پیش نہیں کیا۔ ظاہر ہے کہ خالق نے جو سزا تجویز فرمائی اسکے مقابلہ میں مخلوق کی تجویز کی ہوئی سزا کی کیا حیثیت ہوسکتی ہے۔ یہ انسان کی حد درجہ نادانی ہوگی کہ وہ اپنی تجویز کی ہوئی سزاؤں کو اپنے پیدا کرنے والے معبودِ برحق کی تجویز کردہ سزاؤں سے بہتر سمجھے۔

اسلامی سزاؤں کی حکمتیں

(1) اسلام نے لت پڑ جانے والی برائیوں پر سزائیں مقرر کی ہیں جس میں معاشرہ کی خیر رکھی ہے:

حضرت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں ”بعض معاصی کے ارتکاب پر شریعت نے حد مقرر کی ہیں۔ یہ وہی معاصی ہیں جن کے ارتکاب سے زمین پر فساد پھیلتا ہے۔ نظامِ تمدن میں خلل پیدا ہوتا ہے اور مسلم معاشرے کی طمانیت اور سکون قلب رخصت ہو جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ معاصی کچھ اس قسم کی ہوتی ہیں کہ دو چار باران کا ارتکاب کرنے سے ان کی لت پڑ جاتی ہے۔ اور پھر ان سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی معاصی میں محض آخرت کے عذاب کا خوف دلانا اور نصیحت کرنا کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ ضروری ہے کہ ایسی عبرتناک سزا مقرر کی جائے کہ اس کا مرتکب ساری زندگی کے لیے معاشرے میں نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائے اور سوسائٹی کے دیگر افراد کے لیے سامانِ عبرت بنا رہے۔ اور اسکے انجام کو دیکھ کر بہت کم لوگ اس قسم کے جرم کی جرأت کریں“۔

(حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ دہلوی۔ ج2 ص158)

(2) اسلامی سزاؤں کا نفاذ عین فطرت کے مطابق ہے اور انہیں ظالمانہ کہنے والے انسانی عفت وعصمت کے دشمن ہیں:

ہمیں اعتراف ہے کہ قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ میں سخت سزائیں تجویز کی گئی ہیں لیکن جن لوگوں کی نظر ان سزاؤں کی سنگینی پر جاتی ہے انہیں اس پر بھی نظر کرنی چاہیے کہ جس فعل پر یہ سزائیں مقرر کی گئیں ہیں وہ فعل کس قدر گھناؤنا اور کس قدر انسانیت سوز ہے۔ آج وہ لوگ جو اسلامی سزاؤں کو غیر مہذب، وحشیانہ اور ظالمانہ بتلا رہے ہیں اپنی بیوی کو مشتبہ حالت میں غیر مرد کے پاس دیکھ لیں تو یقیناً غیرت سے دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں (اگرچہ اس حالت میں دیکھنے کے باوجود شرعاً از خود سزا دینے یا قتل کرنے کی ممانعت ہے) اس لیے کہ یہ انسانی فطرت ہے، تعجب ہے جب شریعت زانی مرد اور زانی عورت کی وہی سزا تجویز کرتی ہے تو نافہم لوگ ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور اس سزا کو غیر مہذب اور وحشیانہ کہنے لگتے ہیں۔ جبکہ اسلام نے سزا کے جاری کرنے میں انتہائی احتیاط برتنے کا حکم دیا ہے اور جرم کے ثابت ہونے پر سخت سے سخت شرائط مقرر کی ہے اور پھر اس جرم کے ارتکاب کے بعد شبہ کی بنیاد پر حد کو ساقط کرنے کا حکم بھی صادر فرمایا ہے۔ تعجب ہے کہ خود تو اپنی بیوی کو مشتبہ حالت میں دیکھ کر قتل کرنے پر تل جائیں اور جب شریعت انتہائی واضح شہادتوں کے بعد وہی فیصلہ کرے تو وہ سزا انہیں وحشیانہ نظر آنے لگے۔

☆ زنا ایک خبیث ترین فعل ہونے کے ساتھ ایک بڑا گھناؤنا جرم ہے جو پوری انسانیت کے لیے تباہی کا باعث ہے۔ خاندانی شرافت اور نسب کے لیے باعث ذلت ہے، لہٰذا اگر اسلام غیر شادی شدہ زانی مرد اور غیر شادی شدہ زانی عورت کو 100 کوڑے مارنے اور شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت کو سنگسار کرنے کی سزا صادر کرے تو کیا یہ عین فطرت نہیں تاکہ معاشرہ اور پوری انسانیت فساد سے بچ جائے۔

☆ یہی حال چوری کا ہے، فرض کیجئے کہ ایک چور سارے گھر کو لوٹ لیتا ہے، اگر اسی اثناء مالک مکان اسے دیکھ لے اور اسکے ہاتھ میں اسلحہ بھی ہو تو کیا وہ اسے چھوڑ دے گا؟ ظاہر ہے نہیں بلکہ فوراً اس پر گولی چلا دے گا ورنہ کم از کم اسکے پاؤں میں گولی مار کر اسے بیکار کر دے گا۔ یہی جرم ثابت ہونے کے بعد شریعت صرف ہاتھ کاٹنے کی سزا دے تو اسے وحشیانہ سزا قرار دینا کہاں کا انصاف ہے۔

☆ یہی حال حد قذف کا ہے اگر کوئی شخص کسی کی پاکدامن بیٹی پر زنا کی تہمت لگا دے تو ایک غیرت مند آدمی اپنی بیٹی کی عصمت و عفت پر داغ کو قطعاً برداشت نہیں کر سکتا بلکہ ممکن ہے پاک دامن بیٹی کا بدلہ چکانے کے لیے تہمت لگانے والے کا کام تمام کر دے۔ اگر یہی جرم ثابت ہونے کے بعد اسلام تہمت لگانے والے پر 80 دُرے لگانے کا حکم صادر کرتا ہے تو یہ وحشیانہ سزا کیسے ہوئی۔

☆ یہی صورت حال شُربِ خمر کی حد میں ہے جس سے پورے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں انسان جب نشے میں ہوتا ہے تو اول فول بکنے لگتا ہے۔ اول فول بکتے وقت عموماً وہ تہمتیں لگاتا ہے لہٰذا شراب نوشی کی حد بھی وہی ہونی چاہیے جو حد قذف کی ہے، جب صحابہ کرام اس بات پر متفق ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے تمام ممالک محروسہ میں یہ حکم نامہ لکھ کر بھیج دیا کہ شراب نوشی کی حد 80 کوڑے ہیں، اسی روایت کی بنیاد پر امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ شراب نوشی کی حد 80 کوڑے ہیں اور اسی پر پوری امت کا اجماع ہے۔

(المغنی لابن قدامہ ج10 ص326)

اسلامی سزائیں عین فطرت کے مطابق ہیں، جرم کی سختی اور اسکے ضرر کے مقابلہ میں وہ قطعاً سخت نہیں ہیں۔ جو لوگ انسانی حقوق کے نام پر اس فطرت کو بدلنا چاہتے ہیں وہ انسانی فطرت کے خلاف آمادۂ جنگ ہیں۔

حد کی تعریف

حد کی جمع حدود ہے۔ لغت میں حد دو چیزوں کے درمیان فصل کرنیوالی چیز کو کہتے ہیں (محیط المحیط ج1 ص358) یا کسی چیز کے منتہی کو بھی حد کہتے ہیں (تاج العروس ج2 ص231)

درالمختار میں حد کی تعریف یوں کی گئی ہے: ”لغت میں حد منع کرنے کو کہتے ہیں اور شریعت میں حد وہ سزا ہے جس کی مقدار معین ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر واجب کی گئی ہے تاکہ لوگوں کو ان جرائم سے باز رکھے۔ تعزیر بھی حد نہیں کیونکہ اسکی مقدار متعین نہیں اور قصاص بھی حد نہیں کیونکہ وہ مقتول کے وارث کا حق ہے“۔ (درالمختار، کتاب الحدود، ص4 ج166)

چنانچہ حد شرعاً اس سزا کو کہتے ہیں جو اللہ یا اسکے رسول کی جانب

”رسول اللہ ﷺ نے شادی شدہ زانیوں کو رجم فرمایا اور آپؐ کے بعد ہم نے رجم کیا“

urdu.indd 12 4/19/11 12:50 PM

سے مقرر ہو۔

اسلامی حدود آیات قرآنی سے بھی ثابت ہیں جیسے زنا، چوری، لڑائی فساد کرنے والے اور شراب کی حد۔ نیز حد کا ثبوت احادیث نبوی سے بھی ثابت ہے جیسے حد رجم۔

اقسام حدود

فقہائے اسلام نے بالعموم جرائم حدود کی پانچ اقسام بیان کی ہیں (1) حدِ زنا (2) حدِ قذف (3) حدِ سرقہ (4) حدِ قطع الطریق (ڈاکہ زنی کی حد) (5) حدِ شُربِ خمر (شراب نوشی کی سزا)۔

ایک دوسری رائے یہ ہے کہ جرائم حدود چھ ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا جرائم کے علاوہ ارتداد بھی حدود میں شامل ہے۔ ایک تیسری رائے یہ ہے کہ جرائم حدود سات ہیں۔ مذکورہ بالا چھ جرائم کے علاوہ بغاوت بھی اس میں شامل کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے سترہ جرائم کو قابل حد شمار کیا ہے اور گیارہ جرائم کے متعلق اتفاق ظاہر کیا ہے۔ مذکورہ بالا سات جرائم کے علاوہ ترک صلوٰۃ، ترک صوم، جادوگری، جانوروں سے لواطت کو بھی حدود میں شمار کیا ہے۔ (فتح الباری ج15۔ص61)

ڈاکٹر عبدالعزیز عامر نے اپنی تالیف "التعزیر فی الشریعۃ الاسلامیہ" میں صرف سات جرائم کو قابل حد قرار دیا ہے۔ (التعزیر فی الشریعۃ الاسلامیۃ۔ص13) لیکن جن جرائم کے حدود ہونے پر جمہور فقہاء کا اتفاق ہے وہ سب قرآن پاک سے ثابت ہیں۔

1. زنا کی حد کا ثبوت سورۃ النور کی آیت نمبر 2 میں ہے۔
2. تہمت کی حد کا ثبوت سورۃ النور کی آیت نمبر 4 میں ہے۔
3. راہزنی کی حد سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر 33-34 میں ہے۔
4. چوری کی حد سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر 38 میں ہے۔
5. شراب نوشی کی حد سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر 90 میں ہے۔
6. باغی کی حد سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 9 میں ہے۔
7. مرتد کی حد سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 217 میں ہے۔

لواطت کی سزا

لواطت کے اس قبیح اور خبیث فعل پر متعدد سخت تنبیہ آور احادیث آئی ہیں۔

☆ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو قوم لوط کا عمل کرتے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر ڈالو"۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

☆ جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنی امت پر مجھے سب سے زیادہ جس کا خوف ہے وہ عمل قوم لوط ہے"۔ (ترمذی، ابن ماجہ، حاکم)

☆ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس مرد کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائیں گے جو مرد کے ساتھ جماع کرے یا عورت کے پیچھے کے مقام میں جماع کرے"۔ (ترمذی، نسائی، ابن حبان)

اسلام نے جرم وسزا کا جو تصور پیش کیا ہے، اس سے بہتر تصور آج تک کسی نظام نے پیش نہیں کیا۔ ظاہر ہے کہ خالق نے جو سزا تجویز فرمائی اسکے مقابلہ میں مخلوق کی تجویز کی ہوئی سزا کی کیا حیثیت ہوسکتی ہے۔ یہ انسان کی حد درجہ نادانی ہوگی کہ وہ اپنی تجویز کی ہوئی سزاؤں کو اپنے پیدا کرنے والے معبودِ برحق کی تجویز کردہ سزاؤں سے بہتر سمجھے۔

لواطت کرنے والے کی حد کے متعلق اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک لواطت پر شرعاً کوئی حد مقرر نہیں ہاں امام المسلمین جس قسم پر اور جس قدر مصلحت سمجھے بطور تعزیر سزا جاری کرسکتا ہے۔ امام شافعیؒ کا ظاہر قول ہے کہ فاعل پر حد زنا جاری ہوگی اور مفعول پر سو کوڑے ہیں۔ امام شافعیؒ کا دوسرا قول یہ ہے کہ فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کیا جائے گا، جیسا کہ پیارے نبی ﷺ کا فرمان ہے "جس شخص کو قوم لوط کا عمل کرتے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر ڈالو"۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک لواطت کرنے والے کو سنگسار کیا جائے گا۔

حد زنا میں سزا کا تعین

قرآن پاک میں جو سزائیں متعین کردی گئیں ہیں۔ ان میں زنا کی سزا اُن تمام جرائم کی سزاؤں سے سخت ہے۔ چونکہ زنا خود ایک بڑا جرم ہونے کے علاوہ پوری انسانیت کے لیے تباہی کا باعث ہے نیز بہت سے جرائم کا مجموعہ ہے جس سے نسب مجروح ہوتا ہے۔ عورت اپنی عصمت اور عفت سے محروم ہوجاتی ہے، قبیلہ اور خاندان کو ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے اسلام نے تمام جرائم میں فحش تر جرم زنا کو قرار دیا ہے اور اسکی سزا بھی انتہائی سخت مقرر فرمائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (سورۃ النور آیت نمبر 2)

ترجمہ: "بدکار عورت اور بدکار مرد (غیر شادی شدہ) ہر ایک کو سو کوڑے مارو، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہو تو اللہ کے دین کا یہ قانون لاگو کرنے میں تم کو کسی کا لحاظ کرنے اور ترس کھانے کی ضرورت نہیں اور ان دونوں کو سزا دیتے وقت ایمان والوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیئے"۔

یہ سزا تو غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے لیے مقرر ہے البتہ اگر شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت زنا کے مرتکب ہوں تو اسلام نے رجم کی سزا مقرر کی ہے۔ اور یہ سزا حدیث، خلفائے راشدین کے تعامل اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے خطاب فرماتے ہوئے فرمایا: فَرَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ (البخاری حدیث نمبر 1009 ج2)

"رسول اللہ ﷺ نے شادی شدہ زانیوں کو رجم فرمایا اور آپؐ کے بعد ہم نے رجم کیا"۔ چنانچہ حضرت ماعز اسلمیؓ اور غامدیہؓ کو خود رسول اللہ ﷺ کے حکم مبارک سے رجم کیا گیا۔

(موطا امام مالک۔ کتاب الحدود حدیث نمبر 4-5)

حد قذف (تہمت کی حد)

قذف سے مراد تہمت ہے یعنی بغیر شرعی ثبوت کے کسی مرد یا عورت پر زنا کا الزام لگانا۔ اسلام میں اس تہمت لگانے کو شدید جرم قرار دیا گیا ہے۔ اور اس جرم پر حد شرعی ۸۰ کوڑے مقرر کی گئی ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ کوئی شخص صرف اس وقت کسی پر زنا کا الزام لگائے گا جب وہ اس فعل خبیث کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ صرف ایک آدمی سے شہادت پوری نہیں ہوگی بلکہ جب چار اشخاص اس قسم کی کامل گواہی دے دیں تب اس حد کو قاضی لاگو کرے۔ نصاب شہادت کم ہونے کی صورت میں الزام لگانے والے حد قذف کے مستوجب قرار پائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورۃ المائدۃ آیت نمبر 4)

ترجمہ: "اور جو عیب لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں پر اور پھر اس الزام پر چار گواہ نہ لاسکیں تو ایسوں کو اسی کوڑے مارو اور پھر انکی گواہی کبھی قبول نہ کرو کہ ایسے لوگ بدکردار ہیں"۔

حد سرقہ (چوری کی حد)

چور چونکہ معاشرہ کی فضا درہم برہم کرنا چاہتا ہے، چوری کرنے کے لیے قتل کی واردات کا بھی مرتکب ہوتا ہے۔ جس سے پورے معاشرہ کا امن واطمینان جاتا رہتا ہے۔ ان خطرناک اثرات ونتائج کے پیش نظر اسلام نے سخت ترین سزا کا حکم نافذ فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (سورۃ المائدۃ آیت نمبر 38)

ترجمہ: "اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت اُن کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ اُن کے فعلوں کی سزا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرت ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے"۔ (جاری)

urdu.indd 13 4/19/11 12:50 PM

احتشام الحق (انڈیا)
shaz_bazmi@yahoo.co.in

اگر قدریں مٹتی رہیں.....؟؟؟

ابتدائے آفرینش سے ہی جب انسانوں کو زندگی کا شعور حاصل ہوا، جینے کے کچھ ڈھنگ اختیار کرنے لگے۔ یہ ان کی زندگی کے طور قرار پائے۔ ان اطوار سے قدریں متعین ہوئیں۔ انہی اقدار پر ان کی تہذیب کی بنیاد استوار ہوئی۔ یہ اقدار بھلے برے دونوں تھے۔ اس میں عہد بہ عہد ترقی وتوسیع ہوتی رہی۔ اس طرح انسانی تہذیبیں اعلیٰ وارفع ہوئیں۔ اور بے دست وپائی سے سفر کرنے والے انسانوں نے ترقی کی اعلیٰ منزلیں طے کرلیں۔

تبدیلی کا عمل زندگی سے وابستہ ہے۔ جب تک حیات میں حرارت باقی ہے تبدیلی، ترقی اور توسیع کا عمل جاری رہتا ہے۔ تبدیلیاں جب صحیح سمت میں ہوتی ہیں تو ان میں حسن، جمال، علو اور ترفع آتا ہے۔ جب غلط سمت اختیار کرلیتی ہیں تو پستی، بے ڈھب پن اور ذلت ہاتھ آتی ہے اور زندگی ایک قدم پیچھے کی طرف کھسک جاتی ہے۔ قدریں بھی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔ زندگی کی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ قدروں میں تبدیلی بھی فطری ہے۔

سائنسی دریافتوں اور ایجادوں کے باعث ہر شعبۂ حیات میں زبردست تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اس تبدیلی کے اثرات انسانی فکر وشعور میں بھی پائے جاتے ہیں اور یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ان سے سماجی انصاف، آمدنی، وسائل اور مواقع کی منصفانہ تقسیم عمل میں آئی ہے اور ہر قسم کی عدم مساوات، استحصال، جبر، غلامی، ناانصافیوں، بدعقیدگیوں اور توہمات کا خاتمہ ہوا ہے، انسانوں کو انسانی عظمت حاصل ہوئی ہے اور اس بے کنار کائنات میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر اپنی زندگی کی بقا اور ترقی کا ایک احساس قائم ہوا ہے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ پچھلی وہ اعلیٰ قدریں مسخ ہوتی جارہی ہیں جن سے انسانی تہذیب آراستہ ہوئی تھی۔ اب انسانی ذہن نے زندگی کے ہر موڑ پر صارفی انداز میں سوچنا شروع کردیا ہے۔ کسی چیز کی قدر اس کے مادی افادے کے اعتبار سے متعین کی جانے لگی ہے۔ جو چیزیں بظاہر مادی طور پر بے افادہ نظر آئیں ان سے تعلق منقطع کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس کا نقصان یہ ہوا کہ انسانوں نے زندگی کے ان اطوار سے جس کو اپنے فطری انسانی جذبہ سے اختیار اور قبول کیا تھا، بیزاری اختیار کرنے لگے ہیں۔ زندگی اگر اسی رخ پر چل پڑی تو اس انسانی دنیا میں ایک ایسا انتشار پیدا ہوگا کہ انسان اپنی ہی ترقی کے ہاتھوں فنا پذیر ہوجائے گا۔

فکری اور ٹکنالوجی ترقی کے احساس نے آج انسان کو پیچھے کی طرف ڈھکیل دیا ہے۔ ترقی، فیشن اور جدیدیت کی دھن میں ایسا رویہ اختیار کیا جارہا ہے کہ انسان کے جسم پہ لباس ایک بوجھ بنا ہوا ہے اور اسے کم سے کم تر کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے۔ Low West, Top, Bikny, Sleeveless T-Shirts, Short Shirts, Strachable اور جالی دار جیسے تنگ اور ادھ کھلے لباس اختیار کیے جارہے جن میں جسم کے انہی حصوں کا اظہار اور نمائش زیادہ ہے جس کو اولاً چھپانے کی کوشش ابتدائی انسانوں کی تھی۔

خواتین کو مساوات اور آزادی دینے کے لیے طرح طرح کی تحریکیں چلائی جارہی ہیں اور ہر طرح کی مراعات دی جارہی ہے۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ انہیں جس چیز سے سب سے زیادہ آزادی ملنی چاہیے وہ لباس ہی ہے۔ چنانچہ پردہ کو عورتوں کی پسماندگی کی بڑی وجہ بھی بتایا جاتا ہے۔ ماضی میں یورپین ممالک کو چھوڑ کر دنیا کے اکثر حصوں میں عورتیں مردوں سے زیادہ کپڑے کا استعمال کرتی رہی ہیں۔ لیکن اتفاقاً آج سب سے کم استعمال عورتیں ہی کرتی ہیں اور فیشن ڈیزائننگ کے طفیل عورتوں کے لباس پر تجربہ کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا ہے۔ دوسری طرف فلموں نے بھی اس میں خوب رول ادا کیا ہے جہاں ایسے ہی لباسوں کی فراوانی ہے جو اعضاء کی زیادہ سے زیادہ نمائش کرسکیں۔

سر ڈھانکنا عورتوں کی فطرت رہی ہے۔ لیکن ترقی کی اس ہوڑ میں اب یہ رفتہ رفتہ فرسودگی کی علامت سمجھا جانے لگا ہے۔ یورپین ممالک میں تو اس پر پابندی عائد ہوہی رہی ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ ہندوستان جیسے ممالک جو یورپین ممالک کے تہذیبی مقلد بنتے جارہے ہیں، اس روش کو اختیار کرلیں۔ اب تو ایسے خیالات بھی ذہنوں میں پیدا ہونے لگے ہیں کہ فطرت نے انسان کی جو ساخت بنائی ہے وہ بجائے خود خوبصورت ہے۔ بھلا ایسے میں اس کو چھپانا کیا؟ ایسے خیالات اگر ذہنوں میں بار پاگئے تو انسانیت پھر کہاں پہنچے گی؟

انسان نے کب سے جاہلانہ زندگی کا طریقہ اختیار کیا قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ تاریخ میں کسی ایسے دور کا پتہ نہیں چلتا جس میں خاندانی نظام کسی نہ کسی شکل میں موجود نہ رہا ہو۔ لیکن جب بھی اس روایت کو اپنایا گیا ہو یہ ایک فطری خواہش رہی ہوگی، جس سے نہ صرف سماج کی تنظیم ہوئی بلکہ کائنات منظم اور منصوبہ بند طریقے پر ارتقا پذیر ہوئی۔ ایسے خاندانی نظام کا وجود عمل میں آیا جو افراد کو مضبوط آہنگ اور پائیدار رشتہ سے مربوط کرتا ہے۔ اسی پر سارے سماجی تعلقات استوار ہوتے ہیں اور افراد کے درمیان انس ومحبت اور باہمی ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن بقدر تحصیل ترقی مختلف ممالک میں اس نظام میں بھی تبدیلیاں آرہی ہیں اور خاندانی نظام تحلیل ہونے کے درپے ہے۔ ''ازدواجی تعلقات کو وہ تقدس اور پائیداری حاصل نہیں رہی ہے جو سابقہ سماجوں میں تھی''۔ اب شادی کا مطلب ''جانا کہ اک بزرگ ہمیں ہم سفر ملے'' جیسا ہی رہ گیا ہے۔ کیونکہ خاندانی نظام میں شادی کی ضرورت کا احساس اور اس عمل سے افراد کے مابین جو ارتباط اور جذباتی لگاؤ تھے' بنا شادی جنسی تسکین کے ممکن ہونے کے باعث نہایت کمزور پڑ گئے ہیں۔ وہ دن دور نہیں کہ انسان شادی کرنے اور کسی کو تا حیات ''گلے کی گھنٹی'' بنائے رکھنے سے بیزاری کا اعلان کردے۔ یہ بات بھی ایشیائی اور مشرقی ممالک کو ہی ذہن میں رکھ کر کہی جاسکتی ہے ورنہ مغربی ممالک میں تو بغیر شادی گھر بسانا اور اولاد پیدا کرنا عام سی بات ہے۔ وہاں تو گروہی شادیاں بھی ہورہی ہیں جس میں ایک گروپ کی ہر لڑکی جوڑے کے گروپ کی ہر لڑکے کی بیوی ہونے کا حق رکھتی ہے۔ مزید برآں ہم جنس جوڑے قانونی شادیاں کرتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ ''اس قسم کی غیر روایتی شادیاں کچھ سوالوں کو جنم دیتی ہیں مثلاً شادی کا مقصد کیا ہے؟ کیا شادی کرنا سماجی اعتبار سے لازمی ہے؟ کیا بغیر شادی اور کنبہ کے سماج چل سکتا ہے؟''۔

ازدواجی زندگی کا فائدہ یہ ہے کہ مرد وعورت دونوں متوازی طور پر ایک دوسرے کے لیے راحت رسانی کا ذریعہ ہیں اور دونوں ایک دوسرے کی ضرورت اور مجبوری بھی ہیں۔ ان

urdu.indd 14 4/19/11 12:50 PM

دونوں سے جو اولاد وجود میں آتی ہیں ان سے جذباتی لگاؤ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں زندگی کے نشیب وفراز میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں اور ایک دوسرے کو برداشت کرتے ہیں اور اسی میں زندگی کا مزہ بھی ہے۔ مگر اب زندگی صارفی ہوچکی ہے۔ حکومتوں نے باہمی رضامندی سے جنسی خواہش کی تکمیل کی نہ صرف مکمل آزادی دے رکھی ہے بلکہ اس کی ترغیب بھی دے رہی ہے۔ مثلاً ریڈیو اشتہار: ''Condom کا استعمال کیجیے، جیون ساتھی کے ساتھ وفادار رہیے''۔ جیون ساتھی کوئی اور ہے اور Condom کے استعمال کے لیے کوئی اور۔ نیز اس کے بھرپور مواقع بھی موجود ہیں۔ یا اس کے اتنے مواقع ہیں کہ اس پر پابندی عائد کرنا ممکن نہیں، اس لیے قانون کو اجازت دینی پڑی ہے۔ اس طرح آزاد رو ذہنیت والے دونوں صنفوں کے لیے شام ہوئی اور صبح کو ایک خواب فراموش جیسا Rough and Tough ماحول ہے۔ کیا ایسے میں بھلا مرد اور عورت کے لیے ایک دوسرے کو برداشت کرپانا اور ایک دوسرے کی ناگزیر ضرورت محسوس کرنا پہلے کی طرح ممکن ہے؟ جب کہ دونوں خود کفیل بھی ہیں۔ بات اب اس سے ایک قدم اور آگے بڑھ چکی ہے اور ہم جنسی بھی جائز قرار پاگئی ہے۔ جس میں اپنی تہذیب (سبھیتا) پر فخر کرنے والا ہندستان جیسا ملک بھی شامل ہے۔ جامع اردو انسائیکلوپیڈیا میں خاندانی نظام کی گفتگو کا جو نتیجہ نکالا گیا ہے وہ قابل غور ہے: ''بدلتے ہوئے حالات میں محنت کی تقسیم بھی غیر یقینی ہوگئی ہے۔ کمانا اور امور خانہ داری کی ذمے داری اٹھانا دونوں ہی کام مرد اور عورتیں دونوں کررہے ہیں۔ بچوں کو پیدا کرنا بھی مغربی ممالک میں کم ہوگیا ہے۔ کیوں کہ رشتے کمزور ہوگئے ہیں۔ اس لیے سماجی تحفظ انس ومحبت بھی خاندان اب نہیں دے پاتا۔ اس طرح خاندان کے بنیادی مقصد پر ہی سوالیہ نشان لگ جاتا ہے۔ شادی کی رسم یا قانونی خانہ پری مغربی ممالک میں بالکل بھی ضروری نہیں۔'' کیا ترقی یافتہ زندگی کی یہ روش اپنی موجودہ راہ پر گامزن رہی تو کائنات کی یہ شکل ایسی ہی رہے گی جیسی اب تک ہوتی چلی آئی ہے؟

سماجی نظام میں جو تنظیم اور انضباط ہے اس میں خاندانی نظام ہی کا رول ہے۔ جس کے مقاصد میں گھر بسانے کے ساتھ اولاد پیدا کرنا ان کی پرورش کی ذمہ داری قبول کرنا اور خاندان کے افراد کے درمیان باہمی یگانگت، محبت، انس کا ماحول پیدا کرنا ہے۔ بچوں کی پیدائش، پرورش وپرداخت اور تعلیم وتربیت کے کام نہایت کٹھن، بے لوث، صبر آزما اور ذمہ داری کے ہیں۔ آج ان مسائل کے تئیں انسان سماج کے سامنے جواب دہ بھی ہوتا ہے۔ ذہنیت آزاد رو ہوگی تو کون بچوں کی پیدائش اور پرورش کے عمل کی پریشانیوں سے گزر کر ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا چاہے گا۔ جنسی بے راہ روی کی صورت میں پیدا ہونے والے بچوں کے جو مسائل کھڑے ہوں گے، ان کا نتیجہ امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں دیکھا جاسکتا ہے۔

آج تعلیمی اور دیگر دستاویزوں پر ماں کے نام کو اولیت دی جارہی ہے، چاہے اس کے پیچھے جو بھی تصور دیا جارہا ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں جنسی بے راہ روی کے نتیجہ کے طور پر پیدا ہونے والے بچوں کے مسائل کا حل نکالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ابھی تک ہمارے خاندانی نظام کی تشکیل اس طرح ہوتی تھی کہ ایک خاندان ہوتا تھا جس میں میاں بیوی، بچے اور ان کے پرکھے ہوتے تھے۔ عام حالت میں مرد کا کام اپنے پرکھے، بیوی اور بچوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ذریعۂ معاش اختیار کرنا ہوتا تھا جب کہ بیوی، بچوں، ماں باپ اور گھر کی نگہبانی اور شوہر کے لیے سکون کا ذریعہ تھی۔ بچوں کے بڑے ہونے پر ان کی شادیاں کی جاتیں۔ لڑکا بال بچوں کے ساتھ والدین کی ضروریات پوری کرتا اور عورت خانگی ضرورتوں کو پورا کرتی تھی۔ باہمی میل جول اور یگانگت سے گھر کا ماحول خوش گوار ہوا کرتا تھا۔ اب اس میں زبردست تبدیلی آئی ہے۔ مادی حرص نے مرد اور عورت دونوں کو دولت کمانے پر آمادہ کردیا ہے۔ ایسی صورت میں بچے باپ کی شفقت اور ماں کی ممتا سے محروم ہیں اور شوہر بیوی کی سکون بخشی سے، بیوی شوہر کے اٹوٹ پیار اور بچوں کی والہانہ انسیت اور لگاؤ سے۔ والدین کے لیے جائے قرار Old Home یعنی Ancestor's House ہے۔ جہاں خدمت اور ضرورت برآری کے خواہ جتنے سامان موجود ہوں انسان کو ملنے والی گھر کی انسیت، محبت اور ہمدردانہ جذبہ مفقود ہوتا ہے۔

مادی حرص نے مرد اور عورت دونوں کو دولت کمانے پر آمادہ کردیا ہے۔ ایسی صورت میں بچے باپ کی شفقت اور ماں کی ممتا سے محروم ہیں اور شوہر بیوی کی سکون بخشی سے، بیوی شوہر کے اٹوٹ پیار اور بچوں کی والہانہ انسیت اور لگاؤ سے۔ والدین کے لیے جائے قرار Old Home یعنی Ancestor's House ہے۔ جہاں خدمت اور ضرورت برآری کے خواہ جتنے سامان موجود ہوں انسان کو ملنے والی گھر کی انسیت، محبت اور ہمدردانہ جذبہ مفقود ہوتا ہے۔

والدین کے ساتھ اس رویہ کے پیچھے شاید صارفی سوچ بھی ہو کہ وہ اب کسی مصرف کے نہیں رہے، نہ ہی ان سے مستقبل میں کسی فائدے کا امکان ہے۔ دوسری طرف جو بچے باپ کی شفقت اور ماں کی ممتا سے محروم ہوں گے بھلا کیوں کر ان کے پاس بھی والدین کے لیے وقت ہوگا؟ انسان تمام جانداروں میں سب سے زیادہ باہمی امداد کا محتاج ہے۔ ایام طفولیت میں ایک خاص مدت تک والدین کی توجہ اور دیکھ بھال کے بغیر اس کا نشو ونما ناممکن ہے۔ اسی طرح ہر شخص عمر کی ایک خاص مدت طے کرلینے کے بعد دوسرے انسانوں کی توجہ اور دیکھ بھال کا محتاج ہوجاتا ہے۔ باہمی یگانگت، محبت وانسیت اور ہمدردی وغیرہ تو ایسے جذبات ہیں جن کی ہر وقت ہر انسان کو ضرورت ہے۔ اگر کوئی شخص ان کو اپنی زندگی میں ناپید پائے تو اس پر جنون طاری ہوجائے۔ گرچہ ترقی کے اس دور میں غیر انسانی سلوک کے خاتمہ کا دعویٰ کیا جاتا ہے لیکن اس کو کیا کہا جاسکتا ہے کہ عمر کے اس مرحلہ میں جب انسان کو دوسرے کی خدمت کی ضرورت ہو تب Old Home میں رکھا جائے، محض مادی حرص میں بچوں کو External Feeder اور Kidz Garden کے حوالے کردیا جائے۔ یہ رویے دور حاضر کے اعلیٰ انسانی سلوک کے دعووں پر سوالیہ نشان ہیں۔

ہمارے موجودہ سماجی نظام میں مردوں کے ساتھ بھی احترام انسانیت کا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ سماج میں رائج مذہبی یا سماجی طریقہ کے مطابق ان کی آخری رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ مادی حرص نے انسان سے فارغ البالی چھین لی ہے۔ جہاں مادی فائدہ نہ ہو اس کے لیے اس کے پاس وقت نہیں ہے۔ مادی حرص اگر بڑھتی رہی تو ایسا ہوسکتا ہے کہ کسی فرد خانہ کے مرنے پر یہ طریقے اپنانے کی بجائے مزدوروں کا

urdu.indd 15 4/19/11 12:50 PM

استعمال کر کے اسے کسی ٹھکانہ لگا دینے جیسا رویہ اپنایا جانے لگے۔ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ انسانی تاریخ کے ابتدائی دنوں میں ایسی ہی صورت حال رہی ہوگی۔

اخلاق باختگی کی کچھ صورتیں تو ایسی ہیں کہ انسانی تاریخ کے ابتدائی دنوں میں بھی نہیں رہی ہوں گی یا جہاں ایسی صورتیں ملتی رہی ہیں تاریخ ان علاقوں اور ادوار کو تہذیب سے عاری گردانتی ہے۔ مثلاً Swapping (مبادلہ زوج) جس میں دو اشخاص اپنی بیویوں کا تبادلہ کرتے ہیں اور ہر وہ تعلق قائم کیا جاسکتا ہے جو زن وشو کے درمیان ممکن ہے۔ Live in Relationship (دوستانہ تعلق ازدواج) اس میں مرد وعورت بغیر شادی ایک ساتھ رہتے سہتے ہیں۔ ان کے درمیان زن وشو کے سارے تعلقات قائم ہوتے ہیں۔ اولادیں بھی ہوتی ہیں۔ اگر مرد کفالت واخراجات سے انکار کردے یا اپنا تعلق ختم کرلے تو عورت کو قانونی چارہ جوئی کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا یا دونوں جب چاہیں اپنا رشتہ توڑ لیں۔ جب کہ شادی ایک سماجی معاہدہ ہے جس میں دونوں جواب دہ ہوتے ہیں۔ انتہائی صورت تو یہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر سے کہتی ہے میں اتنے دنوں کے لیے اپنے Boy Friend کے ہاں رہوں گی۔ اسی طرح شوہر اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ میں اتنے دنوں کے لیے اپنی Girl Friend کے ہاں رہوں گا۔ اس کے باوجود ان کی رگ حمیت نہیں پھڑکتی۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے رضامندی کے دروازے کھلے رکھتے ہیں۔ یہ جانتے ہوئے کہ ان کے درمیان ناجائز رشتے بھی قائم ہوں گے۔

مغربی دنیا کو یہاں کی اخلاقی اقدار کی بحث میں لانا کچھ اٹ پٹا سا ہے۔ کیوں کہ ان کے اقدار کی تشکیل میں مادیت پرستی اور ہر طرح کی آزادروی کو دخل حاصل ہے۔ چونکہ ان واقعات سے ایشیائی ممالک بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اس لیے ایک واقعہ نظر میں رکھنے کے قابل ہے۔ امریکہ کے پرانے صدر کے حریف Algore نے انتخابی مہم کے درمیان اسٹیج پر اپنی بیوی کا بوسہ لے کر لوگوں کو اپنی جانب کھینچنے کی کوشش کی، اس کے جواب میں G.W .Bush نے ہر اسٹیج پر اس عمل کو دہرا کر جواب دیا۔ حالاں کہ یہ وہ عہدہ ہے جس پر فائز ہونے والی شخصیت Role Model ہونی چاہیے۔

فلم اور سیریلوں کی دنیا تو نرالی دنیا ہے۔ اس میں ایسے ایسے واقعات اور مناظر دکھائے جاتے ہیں جس میں کسی اخلاقی ضابطے کے لحاظ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے بارے میں کچھ کہنا بے جا ہے۔ مگر یہ ہماری نئی تہذیب کو ہموار کرنے کے دعوے دار ہیں اور بحیثیت میڈیا یہ جمہوریت کے چوتھے ستون ہیں۔ ان کی رسائی اکثر گھروں تک ہے اور ان کے اثرات انسانی زندگی پر بہت زیادہ ہیں۔ یہاں اکثر اوقات ایسے تماشے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ایک مرتبہ بالی ووڈ اداکار اکشے کمار نے Ramp پر شو کرتے ہوئے ناظرین کے درمیان کھڑی اپنی بیوی سے Jeans Unbutton کرنے کو کہا اور اس نے سر محفل ایسا کیا بھی۔ کسی نے اس کی گرفت کرنے کے لیے قانون کا سہارا لینا چاہا لیکن نہ کچھ ہونا تھا نہ کچھ ہوا۔ سن رسیدہ بالی ووڈ ایکٹر رچرڈ گیر جب ہندستان آیا تو اس نے بالی ووڈ اداکارہ شلپا شٹی کو عالم بے خودی میں سر محفل چومنا شروع کردیا اور اداکارہ دیکھتی رہ گئی۔ بھوجپوری فلموں کے تماشے ان سب پر مستزاد ہیں جن کے نہ صرف مناظر بلکہ گانے بھی Adult (عریاں) ہی ہوتے ہیں۔

ٹی وی سیریلوں میں بھی تماشوں کی کمی نہیں ہے۔ ایک مرتبہ ٹی وی سیریل ''سچ کا سامنا'' میں کسی عورت سے پوچھا گیا کہ ''کیا آپ نے شوہر کے علاوہ کسی کے ساتھ شب باشی کی ہے؟'' اس نے بلا جھجک اپنا جواب اثبات میں دیا۔ جیسے یہ کوئی پوچھنے کی بات ہے!

ان اقدار شکن واقعات کو حیطۂ تحریر میں لاتے ہوئے قلم کی زبان خشک ہونے لگتی ہے۔ مگر یہ وہ واقعات ہیں جن کو ملکی اور بین الاقوامی سطح پر آئے دن ہماری میڈیا محض تجارتی فروغ کی خاطر Live Telecast کرتی ہے۔ عوام کے ذہن ودل ان سے متاثر ہوتے ہیں اور ان کی روزانہ کی زندگی پر اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ امور ایسے ہیں جنہیں جائز طور پر بھی پس پردہ ہی انجام دیا جانا چاہیے۔ لیکن وارفتگی جنون میں انہیں ناجائز طور پر اور سر محفل انجام دیا جاتا ہے۔ ''چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد''۔ حیرت ہے کہ ہماری میڈیا اسے عوام تک برضا ورغبت پہونچا رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی صورتیں تاریخ کے ابتدائی دنوں میں بھی نہیں رہی ہوں گی۔ شاید ان سادہ لوح انسانوں کے سامنے بھی یہ واقعات رونما ہوتے تو ان کی آنکھیں شرم سے جھک جاتیں۔ مگر ہمارا آج کا سماج، آج کا سماج ہے۔ ماڈرن، ترقی یافتہ اور تہذیب کا علم بردار!!!

یہ ساری بڑھتی ہوئی مادی اور صارفی صورت حال شتر بے مہار کی طرح اگر ہماری سماجی زندگیوں میں در آئیں تو کیا آج کا ترقی یافتہ انسان آئندہ ایسا ہی رہے گا؟

❁❁❁

بقیہ صفحہ 9 کا

طبی ماہرین کہتے ہیں کہ طاعون کی وبا سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ جسم کو مضر طوبتوں سے نجات پانے میں مدد دی جائے۔ اسے پرہیزی غذا ملے اور جسم کی خشکی عموماً محفوظ رہے۔ انسانی جسم میں مضر مادے ہوتے ہیں جو بھاگ دوڑ اور غسل کرنے سے متحرک ہوجاتے ہیں پھر وہ جسم کے مفید مادوں سے مل کر کئی بیماریوں کا باعث بنتے ہیں، اس لیے جب کسی جگہ طاعون حملہ آور ہو تو وہیں ٹھہرنے میں عافیت ہے تاکہ انسان کے جسم میں مضر مادے متحرک نہ ہوں۔ نبی ﷺ نے لوگوں کو طاعون سے متاثرہ علاقے میں نہ جانے یا وہیں ٹھہرنے کا جو حکم دیا، اس میں بڑی حکمت پنہاں ہے، اس کا مقصد یہ ہے:

(1) آدمی نقصان اور نقصان کا باعث بننے والی شے سے بچ جائے۔

(2) اپنی صحت برقرار رکھے، کیوں کہ ضرورت زندگی کے حصول اور عاقبت کے تقاضے پورے کرنے کا دارومدار اسی پر ہے۔

(3) آلودہ اور مضر ہوا میں سانس لے کر بیمار نہ پڑجائے۔

(4) طاعون سے متاثرہ لوگوں سے میل ملاپ سے احتراز کرے، تاکہ خود اسے طاعون نہ آئے۔

(5) جسم اور روح کی چھوت اور توہم سے تحفظ ہو، جن کا نقصان صرف انہیں ہوتا ہے جو ان پر یقین رکھتے ہوں۔

غرض یہ کہ طاعون سے متاثرہ علاقے میں داخل ہونے کی ممانعت ایک احتیاطی تدبیر اور ایک طرح کی پرہیزی غذا ہے، جو انسان کو نقصان کی راہ سے پرے رکھتی ہے، اور یہ طاعون سے متاثرہ علاقہ چھوڑ کر جانے کا نہیں بلکہ اللہ کی رضا اور اس کے فیصلوں کے آگے سر جھکانے کا سبق ہے۔ پہلا حکم تعلیم وتربیت ہے جب کہ دوسرا تسلیم واطاعت اور تمام امور اللہ کی رضا پر چھوڑ دینے کا درس دیتا ہے۔''

(الطب النبوی، انگریزی کے صفحہ 53 کے حاشیے میں ''ایڈیٹر کا نوٹ'' کے زیر عنوان لکھا ہے: ''ہمارے مصنف (ابن قیم) کے زمانے میں ابھی قرنطینہ کا طبی تصور قائم نہیں ہوا تھا مگر یہ حدیث مصنف سے بھی تقریباً 700 سال پہلے ارشاد ہوئی تھی۔ اس حدیث نے ایمان کی وساطت سے قرنطینہ نافذ کردیا تھا، اگرچہ طب کے علماء کو اس سے متعلق علم کہیں صدیوں بعد حاصل ہوا۔''

(بشکریہ منصف، حیدرآباد)

urdu.indd 16 4/19/11 12:51 PM

تربیت وتزکیہ
چوتھی قسط

نبی اکرم ﷺ کا طریقۂ تربیت

سید عبدالسلام عمری (کویت)
abdussalamsyed@ymail.com

باھمی ربط و ضبط

دیکھا گیا ہے کہ اصلاح وتربیت کا کام کرنے والے عام طور پر اپنے کو سنبھال کر اور عوام سے کاٹ کر رکھتے ہیں۔ لیکن رسول کریم ﷺ مقام نبوت پر فائز ہونے کے باوجود' خاتم الانبیاء وسید المرسلین ہونے کے باوجود' عوام سے گہرا ربط رکھتے تھے۔ آپ ﷺ لوگوں سے بالکل الگ تھلگ نہیں رہتے بلکہ آپ ﷺ ان میں گھل مل جاتے۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے۔ سفر میں ان کے ساتھ کھانا پکانے کے لیے لکڑیاں چن لاتے۔ مسجد کی تعمیر ہوتی تو خود بھی پتھر' مٹی ڈھوتے۔ خندق کی کھدائی کا موقع ہوتا تو آپ بھی کدال سنبھالتے۔ بھوک وفاقہ برداشت کرنے کی نوبت آتی تو ایک کے بجائے دو دو پتھر باندھتے۔ جنگ کا موقع ہوتا تو اپنے رفقاء واصحاب کے ساتھ آخر وقت تک شریک رہتے۔ اپنے اردگرد کے لوگوں کے غم اور خوشی کو اپنا غم اور خوشی سمجھتے۔ خوشی میں شریک ہوکر مبارکباد دیتے۔ مصیبت زدوں کا سہارا بنتے۔ پریشان حال لوگوں کی مدد کرتے۔ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑتے۔ اپنے حسن سلوک اور سچی مسکراہٹوں سے لوگوں کے دکھوں کا مداوا کرتے۔ غرض یہ کہ آپ ایک عام انسان کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ اپنے کسی عمل یا روش سے کبھی یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ آپ خود کو کسی سے بالاتر سمجھتے ہیں۔

آپ ﷺ کی سنت تھی کہ راستے میں ملنے والوں کو سلام کرتے، کسی کے سلام کا انتظار نہ کرتے، خود آگے بڑھکر سلام کرتے۔ بچوں کو بھی خود ہی پہلے سلام کرتے۔ گھر میں داخل ہوتے تو اہل خانہ کو بھی خود ہی سلام کہتے۔ کوئی ساتھی سے ایک لمبے وقفہ کے بعد ملاقات ہوتی تو اس سے گلے بھی ملتے۔ کبھی پیشانی چومتے۔ کسی بھی ساتھی کو رخصت کرتے وقت دعاؤں میں یاد رکھنے کی فرمائش بھی کرتے۔ کوئی آپ سے مصافحہ کرتا تو اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ کھینچتے جب تک خود وہ اپنا ہاتھ کھینچ نہ لیتا۔ کوئی اپنا دور دراز فاصلہ پر ہوتا سلام کہلوا بھیجتے۔ رفقاء و رشتہ داروں کو ہدیہ دیتے۔ انکے ہدیے بھی خوشدلی سے قبول فرماتے اور کہتے: تَهَادَوْا تَحَابُّوا (رواہ البخاری فی الأدب المفرد) ''آپس میں ایک دوسرے کو ہدیے دیا کرو' ہدیہ دینے اور لینے سے محبت بڑھتی ہے''

بیماروں کی عیادت کے لیے دور دراز مقامات تک بھی پہنچتے۔ بیماروں کے سرہانے بیٹھ کر نہایت ہی خوش مزاجی اور بے لوث محبت کے ساتھ پوچھتے ''اب تمہاری طبیعت کیسی ہے؟'' کبھی بیمار کی پیشانی اور نبض پر اور کبھی چہرے پر' سینہ اور پیٹ پر' دست شفقت پھیرتے' بیمار کی ہمت بندھاتے اور کہتے: لَا بَأسَ طُهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ''پریشانی کی کوئی بات نہیں؛ اللہ نے چاہا تو بہت جلد صحتیاب ہو جاؤ گے''۔ کھانے کے لیے پوچھتے' پرہیزی کھانوں کے اہتمام کے لیے تلقین کرتے' اگر کسی کے عالم نزع کی بابت خبر ملتی تو فوراً وہاں پہنچتے۔ توبہ کی ہدایت کرتے' کسی کی وفات کی اطلاع ملتی تو فوراً اسکے گھر پہنچتے' پس ماندگان کو صبر کی تلقین کرتے اور ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار فرماتے۔ تجہیز وتکفین میں جلدی کرتے۔ جنازہ اٹھتا تو خود بھی جنازہ کے ساتھ جاتے۔ جنازہ کی نماز پڑھتے اور میت کے لیے مغفرت کی دعا بھی کرتے۔

ضرورت پڑتی تو لوگوں کے بہت سارے کام کردیتے۔ بازاروں سے سودا لا دیتے۔ غریبوں کی مدد کرتے۔ گنجائش ہوتی تو لوگوں کو قرض دیتے یا دلا دیتے۔ ان کے قرض خود ادا کرتے۔ بھوکوں کو کھانا کھلاتے۔ یتیموں کا سہارا بنتے۔ بیواؤں کی کفالت کرتے۔ غلاموں کی آزادی کا بندوبست فرماتے۔ اور ان کی امداد پر دوسروں کو ابھارتے۔ معاشرہ کے کمزور طبقات کو اونچا اٹھانے کی کوشش کرتے۔

مختصر یہ کہ آپ ﷺ نے خود کو سماج سے اسقدر قریب رکھا تھا کہ معاشرہ کا ہر فرد یہی سمجھتا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ سب سے زیادہ اسی کو چاہتے ہیں۔ جی ہاں! تربیت کے سلسلہ میں انسان کے ذاتی تعلقات اور سماجی روابط کا بڑا اثر پڑتا ہے۔ اصلاح وتربیت کا فریضہ انجام دینے والوں کی ذمہ داری قرار پاتی ہے کہ اپنے زیر تربیت افراد اور سماج کی اکائیوں سے زیادہ سے زیادہ تعلق پیدا کریں۔ گرتے ہوؤں کو سہارا دیں۔ زخمی دلوں کا مرہم بنیں۔ قرض کے بوجھ کے نیچے دبنے والوں کو اس بوجھ سے نجات دلانے کا انتظام کریں۔ غریب الدار اور پردیسی کے لیے ٹھکانہ کا بندوبست کریں۔ ناخواندگان کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں۔ پھر دیکھیے یہ کردار کس طرح رنگ لاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسی ہی فضا کو قائم کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا:

''ہر روز جب سورج طلوع ہوتا ہے تو انسان کی انگلیوں کے ہر پور پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ دو انسانوں کے درمیان انصاف پسندی سے صلح کرانا صدقہ ہے۔ کسی انسان کے سوار ہونے میں مدد کرنا صدقہ ہے۔ کسی کا سامان لاد دینا اور اتار دینا بھی صدقہ ہے۔ کسی سے اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے۔ نماز کی نیت سے اٹھنے والا ہر قدم صدقہ ہے۔ تکلیف دہ چیز کو لوگوں کے راستہ سے ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ (متفق علیہ)

دل کا پل مسکراہٹ

مذہبی پیشواؤں کے بارے میں ہمیشہ لوگوں کا یہ تصور ہوتا ہے کہ ان کی صورتیں ہر وقت روہانسی اور طبیعتیں خشک ہوتی ہیں۔ مگر انقلابی کارناموں کو انجام دینے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسکراہٹ ومزاح سے فرائضِ حیات کے بوجھ کو ہلکا کردے۔ مجلس میں شفتگی کی پرسرور فضا پیدا کرکے اپنے احباب کے غموں کا بوجھ ہلکا کرے اور انکے دلوں میں گھر کرلے۔ چنانچہ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ بہت مسکرانے والے اور ہنس مکھ چہرے کے مالک تھے۔

یہ بات مبنی برحقیقت ہے کہ آدمی اگر ہر وقت منھ پھلائے رہے۔ لوگ بھی اسکے لبوں پر مسکراہٹ اور چہرے پر ہنسی نہ دیکھیں تو اسکی شخصیت غیر دلچسپ ہوکر رہ جاتی ہے۔ اسکے مصنوعی رکھ رکھاؤں سے لوگوں کو وحشت ہونے لگتی ہے۔ دنیا کا سب سے عظیم معلم ومربی نفسیات کے اس باب کو بھی ملحوظ رکھتا ہے۔ اگر تاریخ آپ ﷺ جیسا رکھ رکھاؤ، سنجیدگی اور متانت کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے تو شگفتہ مزاجی' حسن ذوق' مسکراہٹ ومزاح میں بھی آپ کا کوئی ثانی پیش نہیں کرسکتی۔ آپ ﷺ کی سنجیدگی میں اور مزاح میں حد درجہ اعتدال' آپ ﷺ کے تکلم وتبسم میں بے مثال توازن۔ آپ ﷺ کا تبسم عام لوگوں کی طرح محض دانتوں کو ظاہر کردینا ہی نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ کی ایک مسکراہٹ سے ہزاروں دل کھل اٹھتے تھے۔ سیکڑوں زخموں پر مرہم لگ جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے صحابہ ؓ کی محفلوں کو اپنے خطبوں سے گرمایا' اپنی پرسوز نصیحتوں سے آنسوؤں اور سسکیوں کا سماں باندھ دیا تو اپنی خوش مزاجی وخوش طبعی سے مجلسوں کو گل گلزار بھی بنایا۔

ایک بار حضرت ابوہریرہؓ نے تعجب سے کہا ''کیا آپ بھی ہم سے مزاح فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! مگر میں خلاف حق کوئی بات نہیں کہتا''۔ (شمائل ترمذی)۔

آپ ﷺ بہت مسکرانے والے اور ہنس مکھ چہرے کے مالک تھے۔

urdu.indd 17 4/19/11 12:51 PM

محمد آصف ریاض (دہلی)
asif343@gmail.com

آپ بھی اس میزائیل کی زد میں ہیں!

دنیا پر روزانہ تقریباً چار کھرب شہاب ثاقب برستے ہیں۔ ان میں کچھ زمین کی سطح تک پہنچتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو فضاؤں میں ہی تباہ ہوجاتے ہیں۔آج سے ساڑھے چھ کروڑ سال قبل خلیج میکسکو میں ایک بڑا شہاب ثاقب آکر گرا تھا جس کی وجہ سے ڈائنا سوروں سمیت زیادہ تر ذی روح ختم ہوگئے تھے۔

2004 میں انٹارٹکا کی فضا سے ایک تیس فٹ لمبا شہاب ثاقب کا ٹکڑا ٹکرایا تھا جس کی وجہ سے 20 پونڈ دھول پیدا ہوکر بادلوں میں تبدیل ہوگئی تھی اور اس کے اثرات ہزاروں میل تک ظاہر ہوئے تھے۔

اس شہاب ثاقب کو انگریزی میں شوٹنگ اسٹار (Shooting Star) کہا جاتا ہے۔یہ شوٹنگ اسٹارس اپنی حقیقت کے اعتبار سے الٰہی میزائیل ہوتے ہیں، جو شیطان کو ہر وقت اپنے نشانے پر لیے رہتے ہیں۔جب بھی کوئی شیطان آسمان کی طرف رخ کرتا ہے فرشتہ اس پر میزائیل کا منھ کھول دیتا ہے یہاں تک کہ وہ میزائل اس کا پیچھا کرتے ہوئے زمین تک پہنچ جاتا ہے۔

''قسم ہے آسمان کی اور رات کو نمودار ہونے والے کی، اور تم کیا جانو کہ وہ رات کو نمودار ہونے والا کیا ہے، وہ چمکتا ہوا تارہ ہے، کوئی جان ایسی نہیں ہے جس کے اوپر کوئی نگہبان نہ ہو''۔ (الطارق 4-1)

اور یہ کہ ''ہم نے آسمانوں کو ٹٹولا تو دیکھا کہ وہ پہرے داروں سے اٹا پڑا ہے اور شہابوں کی بارش ہورہی ہے''۔ (الجن 1)

زمین پر ہر روز شہاب ثاقب کی شکل میں کھربوں میزائیل کی بارش ہوتی ہے؟ یہ بارش کیا بتارہی ہے؟

یہ بارش بتارہی ہے کہ اللہ کی زمین پر بسنے والا ہر شخص الٰہی میزائیل (شہاب ثاقب) کی زد میں ہے۔آدمی اس الٰہی میزائیل یعنی شہاب ثاقب سے اس لیے نہیں بچا ہوا ہے کہ اس نے اپنے بچنے کا سامان تیار کرلیا ہے بلکہ وہ اس سے اس لیے بچا ہوا ہے کہ اللہ نے ابھی تک اسے اپنے نشانے پر نہیں لیا ہے، جس دن وہ اسے اپنے نشانے پر لے لیگا تو زمین پر کوئی نہیں جو اسے اس الٰہی میزائیل کی زد میں آنے سے بچا سکے۔

آدمی زمین پر بیٹھ کر اللہ کے خلاف بغاوت کرتا رہتا ہے۔وہ احکام الٰہی کو پامال کرتا رہتا ہے۔وہ اللہ کے بندوں کے خلاف منصوبے بناتا رہتا ہے۔وہ کمزوروں کو ستاتا ہے۔وہ زمین پر سرکشی کا رویہ اختیار کرتا ہے۔وہ لوگوں کی زمین جائداد پر قبضہ جمالیتا ہے۔وہ اللہ کی زمین پر بے خوف اور نڈر بن کر رہتا ہے۔وہ کسی بھی معاملہ میں اللہ کو خاطر میں نہیں لاتا۔وہ اللہ کی پکڑ سے اپنے آپ کو آزاد پاتا ہے۔حالانکہ زمین وآسمان پر ہونے والے واقعات بتارہے ہیں کہ انسان اس زمین پر آزاد نہیں ہے۔وہ ہر لمحہ اللہ کی نگرانی میں ہے۔اللہ کا میزائل ہر لمحہ اس کے تعاقب میں ہے۔

افسوس ہے انسان پر جو ''ٹاموہاک میزائیل'' (امریکی میزائیل) سے تو واقف ہے اور وہ اس کی زد میں آنے سے گھبراتا بھی ہے، لیکن وہ اس سے کھربوں گنا زیادہ طاقتور الٰہی میزائیل (شہاب ثاقب) سے واقف نہیں جو ہر وقت اس کے تعاقب میں ہے۔جو کبھی بھی اس کا خاتمہ کر سکتا ہے۔جس کا نشانہ بہت محکم اور (Abslute) ہے، جو کبھی چوکتا بھی نہیں ہے!



رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کسی امر کے بارے میں فیصلہ فرماتا ہے تو فرشتے اللہ کے حکم کی فرمانبرداری میں اپنے بازو پھڑپھڑاتے ہیں اور اس سے اس طرح کی آواز پیدا ہوتی ہے گویا کہ زنجیر چٹانوں پر کھینچی جارہی ہو۔ جب ان کے دلوں پر سے خوف کی کیفیت دور ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا حکم فرمایا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ حق فرمایا ہے، اور وہی سب سے اعلیٰ اور برتر ہے۔پس چوری سے سننے والے (جن) اس حکم الٰہی کو سن لیتے ہیں۔وہ چوری چھپے سننے والے ایک دوسرے کے اوپر کھڑے ہوکر اوپر پہنچتے ہیں۔کبھی شہابِ ثاقب اس سننے والے کو آلگتا ہے، اور اسے جلا کر بھسم کردیتا ہے اس سے قبل کہ وہ سنی ہوئی بات اپنے نچلے ساتھی کو بتادے۔اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شہابِ ثاقب اسے نہیں لگتا حتیٰ کہ وہ اپنے سے نچلے والے کو اور وہ اس سے نیچے والے تک اس خبر کو پہنچادیتا ہے حتیٰ کہ وہ خبر سب سے نیچے والے جن تک جا پہنچتی ہے جو زمین پر ہوتا ہے۔پس وہ خبر ساحر (یا کاہن) کے منہ تک پہنچ جاتی ہے جو اس میں سو جھوٹ ملا کر جھوٹ بولتا ہے۔جب اس کی وہ ایک خبر سچ ہوجاتی ہے تو لوگ یہی کہتے ہیں کہ:

کیا اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ فلاں اور فلاں دن ایسا اور ویسا ہوگا؟ ہم نے اسے آسمانوں کی سچی خبر سننے کی وجہ سے سچا پایا ہے۔'' (صحیح بخاری)

urdu.indd 18 4/19/11 12:51 PM

خرد کا نام جنوں رکھ دیا.....!؟

اعجاز الدین عمری (کویت)
amagz@ymail.com

کئی سال پہلے ....جب میں ابھی لڑکپن کی عمر سے گذر رہا تھا، میں نے ایک کہانی سنی تھی۔کہانی کچھ اس طرح تھی.... ''کچھ مہاوت (ہاتھی پالنے والے) شکار کی خاطر جنگل چلے گئے اور ایک ہاتھی کا بچہ شکار کر لائے۔اب وہ فیلیچہ جنگل چھوڑ کر شہر میں بسیرا کرنے لگا۔وہ بھولنے لگا تھا کہ اس کا سر رشتہ جنگل کے ایک عظیم اور طاقتور ترین جانور سے جڑا ہے۔اس کو یہ بھی پتا نہیں رہا کہ سپہ گری اور زور آزمائی اس کی فطرت میں شامل ہے۔اس نے تو اپنی فطرت ہی بھلادی تھی۔دن گذرنے کے ساتھ اس کے طور طریقے بھی وہی ہونے لگے جو اسے فیلبان سکھایا کرتا۔انسان نے اسے سدھار کر رام کرلیا تھا۔ مدّتیں گذر گئیں ....اب وہ ننھا فیلیچہ بڑا ہو کر عظیم ہیکل اور قوی جثہ والا ہاتھی بن چکا تھا...اس کی طاقت سے انسان کی طاقت کا کوئی موازنہ نہیں ہوسکتا تھا۔مگر چھ فٹ کا انسان اسے اپنے اشاروں سے نچاتا تھا...وہ جب اُٹھنے کو کہتا تو اُٹھ جاتا اور جب وہ بیٹھنے کو کہتا تو بیٹھ جاتا۔ انسان اس سے اپنی مرضی کے سارے کام لیتا۔ بھاری بھرکم بوجھ اُٹھانا، کرتب دکھانا، سواری بننا....انسان نے تو اسے اپنا مطیع و فرمانبردار غلام ہی بنا رکھا تھا۔ماہ و سال گذرتے چلے گئے...اور ہاتھی اپنی اصلیت سے بے پرواہ انسان سے وفاداری کرتا رہا۔ایسے میں ایک دن اس کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا...اس نے ایک رات ایک عجیب خواب دیکھا....اس نے دیکھا کہ وہ گھنے جنگلوں میں پہنچ چکا ہے۔ وہاں اس جیسی شکل وصورت والے ہاتھیوں کا جھنڈ ہی موجود ہے۔ان جنگلوں میں شیر، باگ، چیتا، بھیڑیا...بھیانک وخونخوار درندے اور چوپائے موجود ہیں۔مگر اس کے ہمشکل و ہمزباں ہاتھیوں کی شان ہی نرالی تھی۔جنگل کے سبھی جانوران کے خوف ورعب سے سمٹے سمٹے رہتے تھے اور شیر جو جنگل کا بادشاہ تھا...وہ بھی ان کی ہیبت سے سہا سہا رہتا تھا۔وہ بڑی آزادی سے پورے جنگل میں دندناتے پھرتے تھے، کوئی اُنہیں ٹوک سکتا تھا اور نہ ہی اُنہیں کوئی روک سکتا تھا۔اور جب وہ سونڈ اُٹھا کر چنگھاڑتے....تو اس سے ہر چرند و پرند کا دل دہل دہل جاتا... پو پھٹتے ہی جب اس کی آنکھ کھلی تو اُسے فضا کچھ بدلی بدلی سی لگ رہی تھی۔مشرق سے اُبھرتا سورج اس کے لیے ایک نئی صبح کا پیام لایا تھا۔ ایک نئی روح...ایک نئی اُمنگ نے اس کی زندگی کو رُخ انقلاب دے دیا تھا۔ اس نے اپنی فطرت کی کنہ پالی تھی۔زندگی کا سربستہ راز صبحِ روشن کی مانند اس کی آنکھوں میں عیاں تھا... وہ خودشناسی کی دولت سے مالا مال ہو چکا تھا۔آج پہلی بار



اس کے دل میں مہاوتوں سے بغاوت کے خیال نے انگڑائی لی تھی۔ایک نئے جذبہ سے سرشار اس نے اپنی آزادی کی جانب پہلا قدم اُٹھایا اور اپنی پوری طاقت کا استعمال کیا۔اس نے اپنے پیروں میں پڑے غلامی کی زنجیروں کو توڑ ڈالا...اب وہ خود کو آزاد سمجھنے لگا تھا..وہ اپنی جنگلی شان کے ساتھ چنگھاڑتے ہوئے بھاگنے لگا...اس نے شہر میں اودھم مچا رکھا تھا...اس کو روکنا اب کسی کے بس کی بات نہیں تھی...مگر اس کے آقاؤں کو اس کی یہ آزادی برداشت نہ ہوسکی... انہوں نے اس پر جنون کا الزام لگایا...انسان کی فریبی دنیا اب اس کو ''دہشت گرد'' کے نام سے پکارنے لگی۔آخر فیصلہ صادر ہوا کہ ''پاگل ہاتھی'' کو جان سے مار دیا جائے....پھر 'سرکاری دستوں' نے اس پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع کردی...اس کو اپنی فطرت کی جانب لوٹنے کی سزا مل چکی تھی...وہ اپنی آزادی کی قیمت پا چکا تھا۔''

وہ میرا لڑکپن تھا۔اس وقت یہ میرے لیے صرف ایک کہانی تھی...مگر جیسے جیسے میں پختگی کی عمر کو پہنچنے لگا اور شعور و آگہی نے مجھے سوچنے سمجھنے کے لائق بنا دیا تو...یہ میرے لیے صرف ایک کہانی نہ رہی تھی بلکہ یہ تو میری نگاہوں میں موجود انسانی سماج کی منہ بولتی تصویر تھی.... وقت کے 'مہاوتوں' نے بڑے زمانے سے اور بڑی 'ہنرمندی' سے ایک ''انقلابی دین'' کے ماننے والوں کو محکوم و مطیع بنا رکھا تھا۔فکر و نظر کو اپاہج کردینے والی خواب آور گولیاں کھلا کھلا کر ''مسلم امّت'' کو اُنہوں نے گہری نیند سلا رکھا تھا۔ سوجتن کر کے اس ملت کو سماجی، سیاسی اور فکری بیداری سے دور رکھا۔حکمرانوں کی ساحری نے کبھی ان کو جاگنے نہ دیا۔ ابلیس کی ایجاد کردہ آزادیٔ افکار نے جہانِ انسانیت میں رنگوں کا جال بچھا رکھا تھا...بجلی کے چراغوں سے بستیاں ہی روشن نہ ہوئی تھیں بلکہ افکار بھی منور تھے...ایسے میں کوئی نگہ دل وا کرنے کی فرصت کہاں سے پائے۔

نگہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں
خرد کھوئی گئی ہے....چار سو میں

آزادیٔ افکار کا فریب بھی تھا اور ''بندۂ مومن'' کی اذان پر پابندی بھی....پھر وہ سحر کیوں کر نمود پاتی جس سے ''شبستانِ وجود'' میں لرزہ پیدا ہوتا...''ملت'' تو تہذیب کے پھندے میں بری طرح گرفتار تھی۔ سوزِ عمل سے محروم ''اہلِ ایمان'' غفلت کی میٹھی نیند کے مزے لے رہے تھے....مگر روحِ مسلمان کی تقدیر بھی عجیب ہے...تاریخ کے ہر کٹھن موڑ پر، سوتے سوتے بھی یہ ملت اچانک جاگ پڑی ہے...اور جب بھی جاگی ہے اس نے بات صرف بیداری کی کی ہے....شکستہ بال و پر میں بھی ان کی شاہیں نگاہی فلک پیما رہی ہے...روٹھے ہوئے دل پھر رفتہ رفتہ حرم آشنا ہونے لگے تھے...پھر 'نغمۂ اللہ ہو' کے ترانے فضا میں ارتعاش کے باعث تھے۔بندۂ حق بیں کی خودی بیدار ہو چکی تھی۔

یہ بیداری باطل کو کس آنکھ بھاتی...؟ ''مسلمِ خود آشنا و خدا آشنا'' اور ''مومنِ خود دار و خدا اندیش'' پر 'الزامِ جنوں' عائد ہوتا ہے۔دین اور دین کے شعائر کی محبت پالنے والا ''بنیاد پرستی'' کی تہمت اُٹھاتا ہے۔اپنی فطرت کی جانب قدم بڑھانے والا...اللہ اور اس کی دی ہوئی شریعت کی طرف رجوع کرنے والا ''رجعت پسند'' کہلاتا ہے۔ حق بینی، حق طلبی اور حق کی نگہبانی...''دہشت گردی'' قرار پاتی ہے۔ پھر ناحق کے اجارہ داروں میں اس مسلمِ 'آشفتہ سر' کے خلاف مشورے ہوتے ہیں...اس کی بربادی کے فیصلے طے پاتے ہیں....اور پھر اقوام و ملل سب مل کر اس ''جنون'' کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے درپے ہوجاتے ہیں.....

urdu.indd 19 4/19/11 12:51 PM

زلزلوں کی کثرت کا سبب

افادات: علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ

سوال: بہت سارے ممالک زلزلوں کا شکار ہوئے ہیں مثلاً ترکی، مکسیکو، تائیوان، جاپان وغیرہ آخر یہ کس امر پر دلالت کرتے ہیں؟

جواب: بلاشبہ اللہ تعالی اپنے فیصلے میں علیم وحکیم ہے، اوراس کے احکام بھی علم وحکمت پر مبنی ہیں، اللہ تعالی جب چاہتا ہے اپنی نشانیاں ظاہر فرماتا اور انہیں اپنے بندوں کی تخویف، ڈر اور نصیحت وعبرت کا سبب بناتا ہے، چنانچہ یہ نشانیاں واجبات کی یاددہانی کرانے کا باعث بنتی ہیں، ان میں شرک سے بچنے کی تاکید ہوتی ہے اوراس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ بندے اس کے اوامر کی پامالی سے باز آجائیں جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ﴿وَمَا نُرْسِلُ بِالآيَاتِ إِلاَّ تَخْوِيفًا﴾ ''ہم تو لوگوں کو ڈرانے کے لیے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں'' ۔ (الاسراء59)

دوسرے مقام پر کچھ اس طرح فرمایا: ﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ [فصلت (53)] ''عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی اورخود ان کی اپنی ذات میں بھی دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ حق یہی ہے، کیا آپ کے رب کا ہر چیز پر واقف اور آگاہ ہونا کافی نہیں''۔

اور ایک جگہ پر فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ﴾ (الانعام 65) ''آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ اس پر بھی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا تم کو گروہ گروہ کر کے بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھادے'' ۔

ابوالشیخ اصبہانیؒ نے مجاہدؒ سے اس آیت کی تفسیر یوں نقل کی ہے (تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے) یعنی ''تم پر چیخ اور پتھر اور آندھی بھیج دے'' (یا تمہارے پاؤں تلے سے) یعنی نیچے سے زلزلہ بھیج دے اور زمین میں دھنسا دے''۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دنوں بہت سارے ممالک میں جو زلزلے آرہے ہیں وہ انہیں نشانیوں میں سے ہیں جن سے اللہ تعالی اپنے بندوں کو ڈراتا اور یاددہانی کراتا ہے، ان زلزلوں اور دیگر مصائب وآلام کا سبب دراصل شرک وبدعت اور گناہ ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ﴾ (الشوری30) ''تمہیں جو کچھ مصائب پہنچتے ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے، اور اللہ تعالی تو بہت سی باتوں سے درگزر فرما دیتا ہے'' ۔

اللہ تعالی نے سابقہ امتوں کے متعلق فرمایا: ﴿فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِباً وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾ (العنکبوت 40)

''پھر تو ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کے وبال میں گرفتار کرلیا ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کی بارش برسائی اور بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے ڈبو دیا اور اللہ تعالی ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنے آپ پر ظلم کررہے ہیں''۔

لہذا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کرے، اپنے گناہوں اور معاصی سے توبہ کرے، دین اسلام پر استقامت اختیار کرے اور گناہ اور شرک وبدعات سے بچے تاکہ اسے دنیا وآخرت میں ہر قسم کے شر سے نجات وعافیت حاصل ہو، اللہ تعالی اس سے ہر قسم کے مصائب اور آزمائشوں کو دور کرے اور ہر قسم کی خیر وبھلائی عطا فرمائے، اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا: ﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُواْ وَاتَّقَواْ لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ وَلَكِن كَذَّبُواْ فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُواْ يَكْسِبُونَ﴾ [الاعراف(96)]

''اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان وزمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے انہیں پکڑ لیا''۔

ایک دوسرے مقام پر کچھ اس طرح فرمایا: ﴿أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَى أَن يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتاً وَهُمْ نَآئِمُونَ (97)أَوَ أَمِنَ أَهْلُ الْقُرَى أَن يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ (98)أَفَأَمِنُواْ مَكْرَ اللّهِ فَلاَ يَأْمَنُ مَكْرَ اللّهِ إِلاَّ الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ﴾ (الاعراف97-99)

''کیا پھر بھی ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہوگئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت آپڑے اور وہ سو رہے ہوں، اور کیا ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہوگئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آپڑے اور وہ کھیل کود میں مصروف ہوں، کیا وہ اللہ تعالی کی اس پکڑ سے بے فکر ہوگئے ہیں، اللہ تعالی کی پکڑ سے نقصان اٹھانے والوں کے علاوہ اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا''۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: ''بعض اوقات اللہ تعالی زمین کو سانس لینے کی اجازت دیتا ہے تو زمین میں بڑے بڑے زلزلے بپا ہوتے ہیں، اس سے اللہ تعالی کے بندوں میں خوف اور خشیت الہی اور اس کی طرف رجوع، معاصی وگناہ سے دوری اور اللہ تعالی کی جانب گریہ زاری اور اپنے کیے پر ندامت پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ ایک مرتبہ جب زلزلہ آیا تو سلف میں سے کسی نے کہا: ''تمہارا رب تمہاری ڈانٹ ڈپٹ کررہا ہے''۔

اور جب مدینہ میں زلزلہ آیا تو عمر بن خطاب ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے انہیں وعظ ونصیحت کی اور کہنے لگے ''اگر یہ زلزلہ دوبارہ آیا تو میں تمہیں یہاں نہیں رہنے دوں گا''۔

لہذا زلزلہ، سورج وچاند گرہن اور سخت ترین آندھی وغیرہ میں اللہ تعالی کی طرف فوراً رجوع کرنا چاہیے، اس سے گریہ وزاری کرنی چاہیے، اس سے عافیت کا سوال کرنا چاہیے اور کثرت سے ذکر واذکار اور استغفار کا اہتمام کرنا چاہیے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر فرمایا: ''اگر تم اس طرح کی کوئی چیز دیکھو تو اللہ تعالی کے ذکر اور اس سے دعا واستغفار میں جلدی کیا کرو''۔

(صحیح بخاری 2/30 صحیح مسلم 2/628)

اس موقع سے فقراء ومساکین پر رحم کھانا اور ان پر صدقہ کرنا بھی مستحب ہے اس لیے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''رحم کرنے والوں پر اللہ رحم کرتا ہے، زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو آسمان میں رہنے والا (اللہ تعالی) تم پر رحم کرے گا''۔

(سنن ابوداؤد 13/285 سنن ترمذی 6/43)

اور نبی اکرم ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے: ''جس نے کسی مومن سے دنیاوی تکلیف دور کیا اللہ تعالی روز قیامت اس کی تکلیف دور کرے گا، اور جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی اللہ تعالی اسے دنیا وآخرت میں آسانی فراہم کرے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی ستر پوشی کی اللہ تعالی دنیا وآخرت میں اس کی ستر پوشی فرمائے گا، اور اللہ تعالی اس وقت تک بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے''۔

(صحیح مسلم 4/2074)

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالی کے عہد میں زلزلے آنے لگتے تو وہ اپنے گورنروں کو حکم جاری کرتے کہ صدقہ وخیرات کرو۔

اخیر میں ہم اللہ تعالی سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تمام مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمائے، انہیں دین کی سمجھ عطا فرمائے، دین اسلام پر استقامت نصیب فرمائے، ہر قسم کے گناہوں اور معاصی سے توبہ کرنے کی توفیق دے، ہر قسم کی گمراہی، فتنوں اور شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رکھے۔ بلاشبہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔ آمین یارب العالمین۔

urdu.indd 20 4/19/11 12:51 PM

عالمی خبریں

محمد خالد اعظمی (کویت)

امریکا میں قرآن کریم کی بے حرمتی

واشنگٹن۔ دنیا کے سب سے بڑے جمہوری ملک امریکا کے شہر فلوریڈا کے ایک چرچ میں ایک عیسائی مبلغ نے قرآن مجید کی بے حرمتی کی۔ قرآن مجید کے نسخہ کو ایک گھنٹے تک کیروسین تیل میں ڈبویا گیا اور پھر اسے نذر آتش کیا گیا۔ موقع واردات پر موجود لوگوں نے اس نفرت انگیز منظر کی تصویر کشی کی۔

دوبارہ یہ شخص امریکا میں واقع اسلامک سنٹر کے روبرو سرعام مخالف اسلام مظاہرہ کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ یہ دنیا بھر میں مہذب معاشروں کے درمیان ہم آہنگی کے فروغ کی کوششوں کے لیے ایک دھکا ہے۔ امریکہ کے مسلمانوں نے ٹیری جونس اور اس کے حامیوں کے چھوٹے سے گروپ کی اس حرکت کا جواب دینے سے گریز کیا۔ کونسل آف امریکن اسلامک ریلیشنس کے ترجمان نے کہا کہ جونس کو 15 منٹ کی شہرت ملی ہے اور ہم اس میں مزید کچھ منٹس کا اضافہ کرنا نہیں چاہتے۔ تاہم اس بیان کے آنے کے بعد دنیا میں بسنے والے مختلف ممالک کے مسلمانوں کی طرف سے سخت احتجاج ہوا ہے۔

پاکستان میں 4,10,000 تپ دق کے مریض

اسلام آباد۔ وزارت صحت کے مطابق پاکستان میں ہر سال تپ دق کے 4 لاکھ 10 ہزار نئے کیس رپورٹ ہو رہے ہیں اور 2050ء تک بھی ملک سے ٹی بی کے خاتمے کا کوئی امکان نہیں۔ ہر سال ایک لاکھ کی آبادی میں 124 افراد ٹی بی کے باعث لقمۂ اجل بن رہے ہیں، وزارت صحت کے مطابق پاکستان میں دو لاکھ ستر ہزار افراد ٹی بی کے مرض میں مبتلا ہیں اور اس مرض میں تیزی سے اضافہ بھی جاری ہے۔ تپ دق سے متاثرہ دنیا کے دس ممالک میں پاکستان کا نمبر آٹھواں ہے۔

امام حرم کا سہ روزہ دورۂ ہند

دہلی۔ جمعیۃ علماء ہند کی خصوصی دعوت پر امام حرم شیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن السدیس نے 26 مارچ دہلی میں منعقد عظمت صحابہ کانفرنس میں شرکت کی۔ یہ ان کا اپنی نوعیت کا پہلا سفر تھا۔ اس سفر میں امام حرم مختلف مسالک ومذاہب کے اداروں میں تشریف لے گئے، اہم شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور ان اداروں میں امامت بھی کی۔ امام حرم کی امامت میں نمازیں پڑھنے والوں کا جم غفیر تھا، بقول شیخ السدیس ''میں نے اتنی بڑی بھیڑ حرم کے علاوہ کہیں اور نہیں دیکھی اور اہل دہلی نے اتنی زیادہ عزت دی ہے جس کا میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا''۔

دوران سفر امام حرم از ہر ہند دارالعلوم دیوبند کی رشیدیہ مسجد میں نماز جمعہ پڑھائی اور ادارے کے دوسرے شعبہ جات کو بھی دیکھا۔ شیخ السدیس نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ ''مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ مسلمانوں اور پوری دنیا کے لیے رحمت بن کر آئے ہیں، اس لیے مسلم اور غیر مسلم سبھی کو مل جل کر اور پیار ومحبت کے ساتھ رہنا چاہیے''۔

مرکز جماعت اسلامی ہند، مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند، جامع مسجد، انڈیا اسلامک کلچرل سنٹر کے علاوہ متعدد مقامات پر تشریف لے گئے، خطاب فرمایا، نمازیں پڑھائیں، مدارس کے ذمہ داران سے ملاقاتیں کیں، سیاسی شخصیات سے ملاقاتیں بھی کیں، ڈپٹی چیرمین راجیہ سبھا' کے رحمان خان' نے امام حرم کے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا، شرکاء میں وزیراعظم جناب منموہن سنگھ، نائب صدر جمہوریہ محمد حامد انصاری کے علاوہ کابینہ کے وزراء، ممبران پارلیمنٹ، مقتدر علمائے کرام، دانشوار اور معزز سماجی کارکنان نے شرکت کی۔ ڈپٹی چیرمین راجیہ سبھا نے اپنی تقریر کے اختتام پر امام حرم کو ہندوستان کی جمہوری حکومت کے طریقہ کار اور یہاں کے عوام کے اتحاد سے روشناس کرایا اور انہوں نے امام حرم سے اپنے ملک کی ترقی اور خوشحالی اور پورے عالم کے مسلمانوں کی سلامتی کے لیے خصوصی دعا کی درخواست کی۔ امام حرم نے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہماری دعا ہے کہ ہندوستان اور سعودی عرب کے درمیان جو تہذیبی اور روایتی رشتے ہیں وہ ہمیشہ قائم رہیں اور دونوں ملکوں کے عوام کے درمیان آپسی محبت اور بھائی چارہ روز بروز فروغ پاتا رہے۔

جمعیت علمائے ہند کے زیر اہتمام تاریخ ساز ''عظمت صحابہ کانفرنس'' دہلی کے مشہور رام لیلا میدان میں منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی امام حرم تھے، امام حرم نے مغرب وعشاء کی نماز رام لیلا میدان میں پڑھائی اور لاکھوں کے مجمع سے خطاب بھی کیا، آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ''عظمت صحابہ کرام کے اس اجلاس میں آپ لوگوں کی شرکت سنت رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام سے محبت وعقیدت کی علامت ہے۔ صحابہ کرامؓ وہ جماعت ہیں جن کے ذریعہ اصل دین ہم تک پہونچا ہے لہذا صحابہ کرامؓ کی عظمت کو برقرار رکھنا ہماری ذمہ داری ہے''۔

امام حرم نے ملت اسلامیہ ہند کے جوش وجذبہ کا احترام کرتے ہوئے تین مرتبہ فرزندان توحید کا شکریہ ادا کیا نیز ملت اسلامیہ ہند سے کہا کہ میں خانہ کعبہ جا کر دعا کرونگا کہ ہندوستان کے آپسی بھائی چارے میں مزید اضافہ ہو۔ اور ان میں آپسی محبت واخوت برقرار رہے۔ جمعیت علمائے ہند کے اس پروگرام میں ہندوستان کی تمام اہم جماعتوں کے ذمہ داروں نے شرکت کی۔

وفیات

کویت میں مقیم مولانا محمد بشیر الطیب کا انتقال پر ملال

کویت میں اردو داں حلقوں کے معروف عالم دین جناب مولانا محمد بشیر الطیب 16 مارچ بروز بدھ 61 سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف تقریباً تیس سال سے کویت میں مقیم تھے، وزارۃ الاوقاف میں موذن کی حیثیت سے ملازمت کرتے تھے، اس دوران انہوں نے اردو داں حلقے میں کتاب وسنت کی دعوت عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ کویت سٹی، جہراء اور امغرہ میں آپ کے دروس ہوا کرتے تھے جس کے کویت میں اچھے خاصے نتائج دیکھے گئے۔

آپ احکام دین کے سخت پابند تھے، زندگی کے جو آخری ایام آپ نے ہسپتال میں گذارے ان میں اپنے ساتھیوں سے بار بار نمازوں کے اوقات کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے، اگر کوئی نماز سخت تکلیف کی وجہ سے رہ جاتی تو بعد میں کچھ افاقہ ہونے پر تیمم کر کے اسے قضا کر لیتے تھے۔ تہجد کی اذان کہنے کے بعد نماز تہجد میں مشغول ہو جاتے تھے۔

مرکز الدعوۃ والارشاد کے زیر اہتمام منعقدہ ایک تعزیتی اجلاس میں شیخ صلاح الدین مقبول احمد، شیخ عارف جاوید محمدی، اور ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد کے علاوہ متعدد علماء نے آپ کی خدمات کا تذکرہ کیا، کویت میں آپ کی دعوتی کاوشوں کو سراہا اور آپ کی مغفرت کے لیے دعائیں کیں۔ آپ کے پسماندگان میں ایک بیوہ، پانچ صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہیں۔

مولانا محمد شفیع مونس انتقال کر گئے

جماعت اسلامی ہند کے بزرگ اور مرکزی رہنما مولانا محمد شفیع مونس کا 6 اپریل ظہر کے وقت 93 سال کی عمر میں انتقال ہو گیا مولانا موصوف اپنی طویل تحریکی زندگی میں جماعت اسلامی کے تمام اہم مناصب پر فائز کئے جاتے رہے۔ نائب امیر جماعت، سکریٹری جنرل، مرکزی مجلس شوری اور مجلس نمائندگان کے رکن، آل انڈیا مجلس مشاورت کے جنرل سکریٹری، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور دینی تعلیمی کونسل کے بھی رکن رہے۔

مولانا کا شعری وادبی ذوق بلند تھا۔ ادارہ ادب اسلامی ہند نے ان کی غزلیات کے دو مجموعے شائع کیے ہیں۔

معروف عالم دین مفتی ظفیر الدین کی رحلت

معروف عالم دین، دارالعلوم دیوبند کے استاذ مفتی ظفیر الدین کا 31 مارچ کو 85 سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ موصوف 35 سے زائد کتابوں کے مصنف تھے۔ انہوں نے تحریک آزادی میں بھی حصہ لیا تھا، وہ کافی عرصے سے اپنے آبائی وطن میں علیل تھے۔ موصوف مسلم پرسنل لا بورڈ کے بنیادی رکن، امارت شرعیہ پٹنہ کے رکن شوری، فقہ اکیڈمی کے صدر اور درجنوں مدارس اور ادارے کے سرپرست تھے۔

اللھم اغفرلھم وارحمھم واعف عنھم وأکرم نزلھم واغسلھم بالماء والثلج والبرد.

urdu.indd 21 4/19/11 12:51 PM

اسلامک ایجوکیشن کمیٹی کے زیراہتمام تقریب حفظ قرآن کریم





اسلامک ایجوکیشن کمیٹی کویت کے زیراہتمام ابوحلیفہ قطعہ 1 میں مرکز تحفیظ القرآن الکریم قائم ہے جس میں بچے حفظ اور ناظرہ قرآن کی تعلیم حاصل کرتے ہیں، اب تک چودہ بچے مرکز سے حفظ مکمل کر چکے ہیں۔ 2010 میں چار بچوں نے مرکز سے حفظ قرآن مکمل کیا جن کے اعزاز میں گذشتہ دنوں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ پروگرام کا آغاز حافظ عبدالودود رضا کی تلاوت سے ہوا، قاری شمس الدین صاحب نے مرکز کی سالانہ رپورٹ پیش کی، ذاکر احمد صاحب نے بچوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''حفظ قرآن بلاشبہ بہت اہمیت رکھتا ہے تاہم محض حفظ کافی نہیں ہے بلکہ قرآن اپنے ماننے والوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس پر غور وفکر کیا جائے، اس کے پیغام کو سمجھا جائے، اپنی زندگی میں اسے جاری وساری کیا جائے اور اس کی دعوت کو دنیا میں پھیلایا جائے۔ جب قرآن کی روشنی لوگوں تک پہنچے گی تو لوگ جہالت کے اندھیروں سے ہدایت کی روشنی میں آئیں گے اور دنیا امن وآشتی کا گہوارہ بنے گی''۔ آخر میں انہوں نے بچوں اور والدین کو مبارکباد پیش کی جنہوں نے اس پرفتن دور میں اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم کے لیے وقف کیا ہے۔ پروگرام کے اخیر میں حفظ قرآن مکمل کرنے والے طلبہ کو سرٹیفکٹ دیئے گئے۔

(رپورٹ: عبدالرحمٰن محمد صادق)

الأمين لخدمات العمرة

الأمين حج وعمرہ قافلہ

ہم آپ کی خدمت میں ہمہ وقت حاضر ہیں

نہایت کم قیمت پر حج وعمرہ کی سہولت دستیاب ہے

ہماری سہولتیں

☆ 50 سیٹوں کی ائیر کنڈیشن مرسیڈیس بس

☆ تجربہ کار اور حج وعمرہ کی مکمل واقفیت رکھنے والے معلمین کا اشراف۔

ہمارے پاس D.H.L کوریئر سروس اور فاکس کی سہولت بھی دستیاب ہے

نگران : الحاج مولانا محمد جھانگیر عالم

ہم سے رابطہ کریں :

مکتب حساوی، شارع محمدبن قاسم، بجانب مطعم شاہ جلال

ٹیلیفون / فاکس: 24315227

موبائل فون : 66240105 ,99008601

Email: mjalam75@gmail.com, mjalam_30@yahoo.com

الزعيم لخدمة العمرة وتأشيرة المرور

شركة اليمامة المشتركة للتجارة العامة

عمرہ سروس

قیمت، ویزہ کی کاروائی کے ساتھ رہائش، مواصلات

اور اماکن مقدسہ کی زیارت سب کو شامل ہے

5 ایام کے لیے
روانگی جمعرات کو اور واپسی
سموار کو 35 دک

احرام کا لباس
اور ہیلٹ ہدیہ
میں حاصل کریں

10 ایام کے لیے
روانگی بدھ کو اور واپسی ہفتے
کو 40 دک

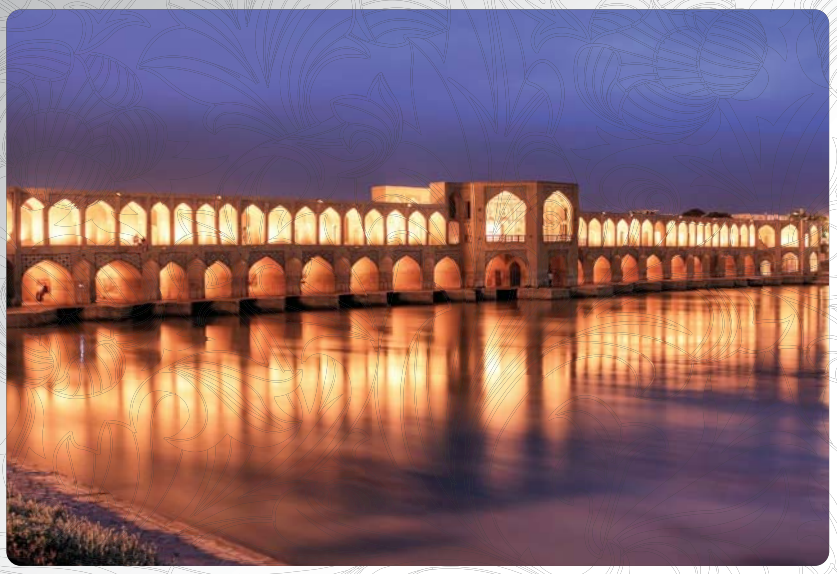
فیملیز کیلیے
خاص کمرے

جدید طرز کی
ایرکنڈیشنز
بسیں

حرم سے قریب
رہائش گاہیں

فحیحیل . ابو محجن الثقفی روڈ. مقابل سوق معلم مول . نزد سوق ماکس

رابطہ نمبر: 90901054/23925652/99485464



کھیل

اے کھلاڑی قلزمِ ہستی کے منجدھاروں سے کھیل
تو جہادِ زندگی میں خوں کے فوّاروں سے کھیل
بے تحاشا کود پڑ تو آتشِ نمرود میں
مثلِ ابراہیم شعلہ ریز انگاروں سے کھیل
نغمۂ شورِ سلاسل سُن کے وجد آئے تجھے
قصر و ایواں چھوڑ کر زنداں کی دیواروں سے کھیل
آب و آتش، خاک و بادہ ماندۂ پیکار ہیں
سوچتا کیا ہے قدم آگے بڑھا تاروں سے کھیل
چھوڑ تعمیرِ نشیمن کا خیالِ خام تو
شاہبازوں کی طرح دن رات کہساروں سے کھیل
ساز و بربط کی طرح نغموں میں نہ کھوجا تو کبھی
ہاں رُبابِ زندگی کے مشتعل تاروں سے کھیل
تا کبے کھیلے گا تو یہ بازیٔ طاؤس و چنگ
کھیلنا ہے تو تفنگ و توپ و تلواروں سے کھیل
زندگی سے کھیلتی ہے اس طرح حمّاد موت
کھیلتے ہیں جس طرح پروانے انگاروں سے کھیل

(ابوالبیان حمّاد)

آوازِ غیب

آتی ہے دمِ صبح صدا عرشِ بریں سے
کھویا گیا کس طرح ترا جوہرِ ادراک!
کس طرح ہوا کند ترا نشترِ تحقیق
ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک
تو ظاہر و باطن کی خلافت کا سزاوار
کیا شعلہ بھی ہوتا ہے غلامِ خس و خاشاک
مہر و مہ و انجم نہیں محکوم ترے کیوں
کیوں تیری نگاہوں سے لرزتے نہیں افلاک
اب تک ہے رواں گرچہ لہو تیری رگوں میں
نے گرمیٔ افکار، نہ اندیشۂ بے باک
روشن تو وہ ہوتی ہے، جہاں بیں نہیں ہوتی
جس آنکھ کے پردوں میں نہیں ہے نگہ پاک
باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری
اے کشتۂ سلطانی و ملّائی و پیری

(علامہ اقبالؔ)

راہِ وفا

عشق و وفا کی راہ گزر میں زیرِ قدم جب کانٹے آئے
کتنے ہی اربابِ عزیمت ساتھ مرا دیکر پچھتائے
رنج میسّر ہو یا راحت فتح ملے یا سر کٹ جائے
لیکن یا رب شوقِ طلب پر غفلت کا الزام نہ آئے
خوب ہے اے اربابِ محبت ذکرِ بیانِ عظمتِ رفتہ
لیکن غازی وہ ٹھہرے گا جو ماضی کو حال بنائے
راہِ وفا کا رہرو ہوں میں کانٹوں پر چلنا ہے مجھکو
کرب و بلا سے ڈرنے والا ہرگز میرے ساتھ نہ آئے
راہ نوردو! آسکتے ہیں جاں بازی کے سخت مراحل
یوں کٹ جانا راہِ وفا میں لاش بھی ڈھونڈے ہاتھ نہ آئے
اس مذہب کا باغی ہوں میں جو اپنے اربابِ ہمم کو
رزم گہہ جلوت سے اُٹھا کر گوشۂ خلوت میں لے جائے
چھوڑ گئی تثلیث کو پیچھے تیز قدم توحید ہماری
ہم نے مٹی کے ڈھیروں پر ماتھے ٹیکے پھول چڑھائے
قبروں پر جب میلے دیکھے تب یہ بات سمجھ میں آئی
بن جاتے ہیں ناداں انساں کس آسانی سے چوپائے
اللہ اللہ عصرِ نو کے..... اہلِ بصیرت کا یہ عالم
اس کو مجرم بتلاتے ہیں جو منزل کی راہ دکھائے
عامرؔ مثلِ نشۂ بادہ گمراہی بھی ایک نشہ ہے
جن کو اپنا ہوش نہیں ہے کیسے انھیں کوئی سمجھائے

(عامرؔ عثمانی)



الإدارة العامة للهجرة

General Department of Immigration

بالتعاون مع لجنة التعريف بالإسلام

الإدارة العامة للهجرة

وزارة الداخلية

ضوابط مغادرة الأجانب المخالفين لقانون الإقامة

أوردو

کویت میں اقامہ نظام کی مخالفت کرنے والے تارکین وطن کے سفر سے متعلقہ اصول وقوانین

(1) مخصوص حکومتی ذرائع کی جانب سے جاری 'ممنوع سفر احکام' کی پامالی کیے بغیر کویتی اقامہ نظام کی مخالفت کرنے والے جملہ تارکین وطن جو 2011/3/1 سے 2011/6/30 تک کویت چھوڑنا چاہتے ہیں وہ حکم امیری نمبر 59/17 کے تحت سزا یا جرمانہ سے آزاد سمجھے جائیں گے۔ اوران کے سفری کاروائی منافذ میں ہوگی، دیگر کسی طرح کے اقسام کی موافقت ضروری نہیں ہے۔

(2) جو لوگ کویت میں اقامت پذیر ہونے کی رغبت سے اقامہ کے حصول کے لیے مقررہ جرمانہ ادا کریں گے ان کو رہائش کی سہولت فراہم کردی جائے گی۔

(3) جس کسی کو اس مدت میں محکمہ تفتیش پکڑے گی اسے فوراً کویت سے سفر کرادیا جائے گا۔ الا یہ کہ اس کی کاروائی پہلے سے ہوچکی ہو۔

(4) آخری سفر سے متعلقہ عدالتی فیصلے کی پامالی کیے بغیر جس تارک وطن نے اس مدت میں کویت چھوڑ دیا' اس کے لیے دوبارہ کویت میں واپسی آنا ممکن ہے جس کے لیے اصولی کاروائی کرنی ہوگی۔

(5) جس کسی نے اس مدت میں سفر نہیں کیا اس پر ساری سزائیں نافذ کی جائیں گی، اسے اقامہ حاصل کرنے کی اجازت بھی نہیں مل سکتی۔ گرفت میں آتے ہی اسے اپنے ملک بھیج دیا جائے گا۔ پھر کویت میں اس کی دوبارہ واپسی ممکن نہیں۔

IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية النجاة الخيرية

اتصل نصل 22444117 الخط الساخن : 97600074
www.ipc.org.kw
... رحمة للعالمين

الرئيسي الشهداء الجهراء المنقف خيطان الصباحية السالمية الروضة
22511301 25733263 23620332 24711141 23723002 24558830 25231015 22444117
66500590 99868285 97599699 99313514 97798222 97600074

urdu.indd 24 4/19/11 12:52 PM